

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 وَاللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ
 مَا أَعْشَى وَمَا لَمْ أَعْشَى
 وَمَا يُكَوِّنُ لِي مِنْ حَاجَةٍ
 رَسَالَةٌ

اشاعتِر

۱۴۳۹ زیجم

مسلم اندیا اینڈ اسلام روپیو
 زیر ادارت

جواب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ ۲۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بنگوں اسلام انگلستان

نیت سالانہ
 تین روپیہ (رس)

فہرست مضمون

کتبیات انعام
 کے دور و پیدائش

| گزارش | | |
|---------------------------------|-------|-------|
| دعا | | |
| اسلام کیا ہے؟ | | |
| ہماری فارغ تکمیل | | |
| ایک دعا | | |
| خطا کا رانہ کار | | |
| اسلام میں عورت | | |
| اسلام سراسر من ہے | | |
| خطبہ عید الفطری | | |
| کلیسا | | |
| کیا یوں سچے خدا کے اکتوسٹے ہیں؟ | | |

الا ہو کام دیر بل نکرس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
 وَاللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ
 مَا أَعْشَى وَمَا لَمْ أَعْشَى
 وَمَا يُكَوِّنُ لِي مِنْ حَاجَةٍ

ہٹو

احمدیہ انہین اشاعت اسلام لاہور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اصل کام اور حضرت سیفی موعود بھلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیشت کی اصل غرض دنیا میں اسلام کا نام بلند کرنا اور اسی کا ڈنکھا چارونگ عالم ہیں بجا تاہے۔ اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں حیات میں طریقہ کے مصائب اور دوکھ برداشت کرنے کے باوجود اسلام کی خدمت اور رسول کی پڑھی مدد علیہ دست کا پاک اور سب اک نام دنیا میں روشن کرنے میں یوں کوشش اور جدوجہد جسکی وجہ اپنے اہمین اشیاء ہے۔ آپ کے بعد بہبیض صرف دست ہے کہ ایک اہمن کے ذریعہ سے آپ کے اس مبارک شکوہ پورے طور پر کامیاب ہنانے کی کوشش کی جائے۔ اسی غرض کو پورا کرنے کیلئے نکورہ عنان نام اہمن لاہور میں قائم کی گئی ہے جس کے اغراض متعلقہ مختصر الفاظ میں حسب ذیل ہیں:-

(ا) اسلام کی اشاعت کرنا اور ان تجاویز کو سوچنا اور محل میں لانا جن سے اشاعت اسلام ہو سکے +
 (ب) ایسے افراد کا تیار کرنا جن سے تبلیغ اسلام ہو سکے +

درج امور متعلقہ سلسلہ احمدیہ کو سراخ جام دنیا +
 اہمن اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے مفتولہ ذیل ذیلیں اختیار کر گی۔ ایسے رسول کا قیام تکی غرض مبلغین اسلام کا تیار کرنا ہوگا۔ تقریباً مظہر و مبلغین۔ اجرائی رسمائیات۔ انجارات۔ تایف و تقینیت۔ اعلیٰ اعut کتب۔ ترکیب و اشتہارات کتب خانہ۔ بیانگر روم فایکر کتاب کچھروں۔ ہوشلواں اور دسکھاہوں کے ذریعہ اسلامی تعلیم پھیلانا۔ علم و ادب اور فرمادہ کے اہمن اگر ضروری ہے تو اس کی ذریعہ بھی اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے اختیار کر سکتی ہے۔
 اب ظاہر ہے کہ ان علیم اشنان اغراض کی تکمیل کے لئے کس تدریج و جدید اور پویکی ضرورت ہے۔ اسلام اس وقت غیر اقسام کے سامنے ایک بیکیں تین یعنی کمی طرح سور و مصائب دل آلام ہو رہا ہے۔ اور تمام بھی خواہاں اسلام کیا احمدی کیا غیر احمدی سب سے بڑا ان حال اس بھی سے غلصی دلانے کیلئے اپیل کر رہا ہے کیا کوئی ہے جو اس آدراز پر بیک کر کر اس مقدس فرض سے سبکدوش ہو؟ اس پورے طور پر مالی بساد کے ذریعہ سے خلافت اشاعت اسلام کے پاک کام میں کوشش ہو؟
 تمام روزم رحم حساب احمدیہ اہمن اشاعت اسلام لاہور کے تمام آئی چاہتیں +

آشاعتِ ملِّ اسلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
خَمْدَوْ وَنَصْلَى عَلَى دُوْسُولِهِ الْكَرِيمِ

ناظرین پاکیں کی خدمت میں گذارش

جناب خواجہ کمال الدین صاحب مسلم شنزی لندن کی اخلاص سے بھری ہوئی ہمدردی اسلام نے جو کامیابی آپ کو تھوڑے سے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سے عطا فرمائی ہے۔ اُس کا شہرہ نہ صرف ہندوستان کے ہر گوشے میں ہو رہا ہے۔ بلکہ تمام کرۂ ارض پر ڈالنین و موافقین اسلام آپ کی مسامعی جمیلہ کے شناخوان پاتے جانتے ہیں۔ انگریزی زبان سے آشنا لوگوں کو تو آپ کے مجلہ پر معارف مصنایں سے بہرہ اندوز ہونے کا پورا پورا موقع بذریعہ مسلم انڈیا حاصل ہے۔ مگر وہ لوگ جو انگریزی زبان سنا بلدیں خواہ دہ ہندوستان میں ہیں یا ملکت روم میں۔ جاپان میں ہیں یا چین میں۔ جاوا میں یا بربادی میں۔ اُن میں سے ہر ایک کی بھی خواہش پائی جاتی ہے۔ کہ رسالہ مسلم انڈیا کا ترجمہ اُن کی اپنی زبان میں شائع ہو۔ تاکہ وہ اُس سے روحاںی فوائد حاصل کر سکیں۔ اور جناب خواجہ صاحب کے مشن کے حالات سے واقعت ہوتے رہیں۔ انشاء اللہ وہ وہ وقت دور نہیں۔ جب ہم مسلم انڈیا کے اڈیشن مختلف ممالک کی زبانوں میں شائع ہوتے دیکھیں گے۔ ہندوستان میں عام طور پر مسلمانوں کی زبان اردو ہے۔ بھر جہالت اور غفلت کے باعث مسلمان تعلیم یافتہ بہت کم ہیں۔ خصوصاً انگریزی زبان جاننے والے فاؤنڈی کے تناسب کے لحاظ سے بہت ہی کم ہیں۔ باد جو دکی

نقیم کے سملاؤں کو مذہب کے ساتھ ایسا لگا وہ ہے۔ کہ اپنے مذہب کی خاطر دہ ہر ہمکن تربیت کرنے کو تیار پائے جلتے ہیں۔ جناب خواجہ صاحب اور ان کے رسالہ انبیا کی مالک عزیز یہ میں کامیابی ایسا امر نہ تھا۔ کہ سلمان اس پر خوشی کا انہمارہ کرتے اور خواجہ صاحب کے پڑا خلق مصنایمن کو اپنی زبان میں پڑھنے کے شوق کا انہمارہ کرتے سملاؤں کے اسی اشتیاق نے ہمیں مسلم انبیا کی ارواد ترجیح شائع کرنے کا حوصلہ دلایا جو ہم آج سے ہر یہ ناظرین کرنا شروع کرتے ہیں۔ امید ہے۔ کہ ہمارے وہ احباب جنہیں اثافت اسلام کے کام سے مجتہ ہے۔ وہ اس رسالہ کی توبیع اثافت میں حصہ لے کر ہمیں منتکوری کا موقد دیں گے ہے۔

ترجیح کے بارے میں عرض ہے۔ کہ حقیقی اوس سلیس اور آسان عام فتح عبارت میں مسلم انبیا کے مصنایمن کو بیان کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور جب تک اپنے مبلغ کی عطا پیمانہ پر انتظام نہ ہو جائے۔ تب تک موقع اثیوع رسالہ کی صورت میں نکاناں دشوار ہے۔ تاہم حقیقت الامکان کو کوشش یہ ہو گی۔ کہ ہر ایک نیستے میں ایک رسالہ ناظرین کی خدمت میں پہنچ جایا کرے۔ اگر مسلم انبیا کے مصنایمن کے اندر آج کے بعد جگہ کی گنجائش ہو اکریجی۔ تو خاص دلایتی چیزیاں جن کو محض رسالہ کی خاطر منگداۓ ہوں انتظام کیا جائیں گا۔ درج ہوا کریں گی ہے۔ خالکسار ایجیٹر رسالہ اثافت اسلام احمد بن علیؑ فتحیہ

دعا

سزا و حق بود حمد و شنازے که ہست او جلہ عالم را پنا ہے
 سزا و مار مطیع حق ببا شیم کہ تا حاصل شو دخیر و فلاحے
 پشاو وقت خدمت ہا گناہ ایم بنگ صدق و اخلاص و دفکے
 زہر شر و فسادے دور ببا شیم کہ تانہ رسد بار بخ و بلائے
 نہ غداریم و نے غدار پرور برس باشد خدائے ماؤ کو اے
 یا سلاسے کہ ما داریم گویم ! کہ در اسلام ما ہست ایں گناہے
 زماںے تیصیر ماطمئن باش و فاداریم یا صدق و صفاتے
 بصلح و آشتی با ہم بسانیم بدل کوشیم در ترک جھائے
 ہمیں پیغام مایا ایها انسان
 شما را ہست از ما با دعائے

دعا برائے کامیابی خواجہ صاحب
 بدین خدمت که بکنی زندہ باشی
 به نصرت ہاۓ حق پایسندہ باشی
 مبارک بر تو اے مردِ مبارک
 به لندن خواجہ ام فرخندہ باشی
 حسنه ایں سعی تو مشکور بادا
 خدا نہ کند کہ تو شرمندہ باشی
 بگیر از ما دعا ہا بر دعا ہا
 بدین حریہ تو استیزندہ باشی
 بہرنگے کہ خواہی کار مے کن
 بشرط آں کہ حق را بندہ باشی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حَمْدُهُ وَنُصُلُّ عَلَى مَوْلَاهُ الْكَوَافِرِ

اسلام کیا ہے؟

افضال و اکرام آنہی ایں جب خدا تعالیٰ کے افضال و اکرام اُس کی عنایات و عزیب نوازیوں پر غور کرتا اور حضرت احادیث ماب کے احسانات کا اپنی کڑو دی ناتوانی اور تاچینہ کوششوں سے توازن کر کے دیکھتا ہوں۔ تو بے اختیار جبیں نیاز کو عتیقہ عالیہ مالک الملک پر رکھ کر سجدات شکر بجا لاتا ہوں۔ اور اکثر فرط خوشی بیس بول اختناہوں ۵

خدایا اے میرے پیارے خدا یا یہ کیسے ہیں تیرے مجھ پر عطا یا
محجّے کب خواب میں بھی ہتھی یہ اسیہ کہ ہو گا میرے پر یہ قشنل جاوید
اللَّهُمَّ إِنِّي أَوْجُوكُمْ مِّيرَے وَهُمْ وَكَمَانُ اور میرے خواب و خیال میں بھی ذخیراً وہ
مجھے دکھایا گیا۔ اور جس کی میرے دوستوں کو بھی اس وقت امید نہ سحق۔ وہ بارگاہ
رب العالمین سے عطا کیا گیا۔ جناب باری سے مجھے منتدين مژده و رکا خطاب ملا۔
حضرت رسالت پرنا ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس لشیں سیاہیا ز لباس میں نہوار
ہو کر مجھے بتا دیا۔ کے

دیں کی نفرت کیجئے اک آسمان پر شور ہے اب گیا وقت خزاں آئے ہیں بھل لائنکے دن
آفتاب مغرب سے نکل آیا چنانچہ نیں دیکھنا ہوں۔ کہ مغرب سے آفتاب عالمتاب
کی چکیلی کرنیں نہیں پر پرانی شروع ہو گئی ہیں۔ اہل مغرب نے خواب غفت سے بیدار

ہو کر ہر اسلام کی نورانی شاعروں سے بہرہ ان دونہ پہنچا شروع کر دیا ہے۔ اور عالمیت اب لارڈ ہیٹلے بالطایہ کی زیرین مثال تے اور بہت سے بار سو خ افرادی وجاہت نفوس کو ان کی پیروی پر آمادہ کر کے دین قویم کا حلقتہ بگوش بنادیا ہے۔ ان مبارک اور سعید وجودوں میں تین روچیں خصوصیت سے ممتاز و معزز ہیں۔ جو انگلستان۔ فرانس اور روس کے طبقہ روسار سے تعلق رکھتی ہیں ہے

جماعۃ الحق و زہق الباطل [ان معززین اور دیگر طالبان حق کا اسلام قبول کرنا گونبطا ہر تبعیت ایگز اور حیرت افزامعلوم ہوتا ہے۔ لیکن غور سے دیکھا جائے۔ تو کوئی مقام حیرت و استحباب نہیں۔ کیونکہ ایک دن مفرغی دنیا میں ایک انقلاب نہ ہو پذیر ہونا مقدر تھا۔ آزاد تعلیم ایک عرصہ سے اسلام کا راستہ صاف کر رہی ہے۔ اور سائنس و مسیحت کے لئے ستم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ وہ ہمارے دین کی ترویج میں موید و اشاعت کی حامی ہے اس نے تو ہات پرستی اور کوران تقلیدی کی گردان پر دلائل اور برائیں کی چھپری رکھ دی ہے۔ اور تعلیم یافتہ قلوب کو تعصب دیجاتر فرقہ اسی کے مرض سے نجات دلکر حق کی قبولیت کے لئے خالی کر لیا ہے۔ مفرغی دنیا کے ذی فلم لوگ اب دنیوی معاملات کے ساتھ ساتھ دینی امور میں بھی عقل خداداد سے کام لیتے اور دینی سنائی باقتوں کو فراہم تکمیقات باور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مزید بآں مبشرین مسیحت کی افتراض دا زیان اور غلط بیانیاں اب متلاشیاں حق پر واضح ہو رہی ہیں۔ اور اس طرح حقیقت کے چڑو سے نقاب اٹھ رہا ہے۔ حق کا غلبہ اور باطل کی شکست انشاء اللہ قریب اور تلقینی ہے یہیں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ دن بہت قریب ہے۔ جبکہ باطل کے تاریک اور سیاہ بادل پاش پاش ہو جائیں گے۔ اور مہرتا بان حق اپنے جلال کے ساتھ روئے زین کو منور کرے گا اور جماعت الحق و ذہق الباطل کی عملی تفسیر نہوار ہو کر رہے گی۔ رغضن ع نسلتیں کا ہر ہو جائیں گی اک دن دیکھنا

ایک بجا خواہش [جبات شاندار اور سوشن مستقبل کی خبر و بیتی ہے۔ وہ یہ ہے ک آج کل ہم سے بکثرت پوچھا جا رہا ہے۔ کہ اسلام کیا ہے؟ اس مذہب کے اصول

کیا ہیں؟ ان سوالات کا جواب دیتے وقت ہم اپنے قلب میں خوشی اور صرفت محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ مثلاً شیان حق کے دلوں میں اب وہ نہیں کہ اسلام کی عطاں پیاسیوں کی دفعہ بایبل کی جگہ نہیں رہی۔ اور وہ اس بات کے خواہشمند ہو رہے ہیں۔ کہ اسلام کی حقیقت اسلامیوں کے منہ سے شن کر اصل حقیقت سے آشنائی پیدا کریں۔ اور میں کہوں گا۔ کہ یہ خواہش بجا و مناسب ہے۔ کیونکہ جو اطلاع پر اہ راست ہو سکے۔ اس کے لئے تو سطھونہ دھنابے سودا اور غیر مفید ہے۔

اسلام کی فلسفی | کو مدنظر رکھ کریں طالبان حق کی اس واجبی خواہش پر صفری استفسا رات کا ایک جامع جواب کسی دوسری جگہ زیر عنوان "اصول اسلام" دیتا ہو۔ اور اس مضمون کی خوبی کے لئے فاضل مضمون نگاریعنی امیر سلسلہ احمدیہ حضرت تبوی محمد علی صہما ایم۔ اسے ایڈٹر ریویو اف یونیورسٹرم اگریزی کی قرآن کریم کا نام نامی ہی کافی ضمانت ہے پہ "اصول اسلام" علیحدہ رسالہ کی صورت میں وفتر ریویو اف یونیورسٹی قادیان سے مل سکتا ہے +

ہماری نماز جمعہ

مسلم اندیشیا کے کثیر التعداد ناظرین جو مختلف اقطاع عالم میں آباد ہیں۔ یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے۔ کہ ہماری نماز مجہ لذت سے ہال ناٹنگ ہل گیٹ اندھن میں بڑی شان سے ہوتی ہے۔ اور گذشتہ ہفتوں میں خدا کے فضل سے نمازوں کی خاصی لعفاد جمع ہوتی رہی ہے۔ مختلف ممالک اور اقوام کے برادران اسلام کا جمیع ہوتا ہی اپنے اندر ایک خاص لطف رکھتا ہے لیکن اس لطف و رونق کی شان غیر مسلم شرفا و عواتین کے آجائنسے اور بڑھ جاتی ہے۔ جمیع کاظمیہ جو خواجہ کمال الدین صاحب بزبان اگریزی پڑھتے ہیں جسمویت سے مؤثر ہوتا ہے۔ اور اکثر ادبیات میں خواجہ صاحب سے درست

کی ہے کہ ان خطبوں کو قلم بند کر لیا جائے ہے

نماز سے فارغ ہونے کے بعد مولانا خیر الدین آفندی امام ترک غارت خان عربی میں اسلام روہیڈے کے بالقابہ انگریزی میں دعا فرماتے ہیں۔ لارڈ موصوف کی دعا انہی صفات میں کسی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے۔

قایمین کرام یہ سن کر اور خوش ہونگے۔ کہ رایٹ آئیل مسٹر امیر علی نے ہمارے توجہ دلانے پر لندن مسجد کے جمع شدہ چندہ میں سے سوپرینڈنٹ سالانہ خواجہ صاحب کے سپرد کرنے کی سفارش فرمائی ہے۔ تاکہ نماز جمعہ کے لئے چوچکہ کراپلی گئی ہے اُس کے اخراجات اس رقم سے ادا کئے جاویں۔ مسٹر امیر علی کا خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔
ہر کل دو گنہ ہیں۔ ایس۔ ڈیلو

دسمبر ۱۹۱۳ء

ڈیرواجہ صاحب!

آپ کا یہ ماہ حال کا لکھا ہوا خط ملا۔ آپ اس خط میں بھی توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اب نماز جمعہ کے لئے لندن میں کسی خاص مکان کا مستقل انتظام ضروری ہے۔ اور اس لئے آپ کی خواہش ہے۔ کہ لندن مسجد فنڈ سے آپکو امداد دی جائے یہیں آپ کی اس بجا خواہش کا موئید ہوں۔ اور یہ طیب خاطر دوسرا طریقہ مسجد فنڈ سے سفارش کر دیکھ کر جب تک لندن میں مسجد تعمیر نہیں ہوئی۔ اُس وقت تک مسجد فنڈ کے روپیہ کی آمد سے آپ کو اس قدر رقم دی جایا کرے۔ کہ جس سے نماز جمعہ کیلئے مناسب جگہ کرایہ پر لیجا سکے۔
یہ سے خیال میں اس ضرورت کے لئے ایکسپریس لونڈ سالانہ کامی ہو سکتی ہے۔ لہذا ایمیٹھی صاحبان سے سفارش کئے دیتا ہوں۔ کہ رقم مذکور مسجد کے روپیہ کی آمد سے آپکو دی جائے۔ اور آپ اپنے حب متشا مکان کا انتظام فرمائیں۔ البتہ اس رقم کے متعلق آپ کو مفصلہ ذیل دو شرایط کا پابند ہونا پڑیگا (اول) ہر تین ماہ کے بعد اخراجات کی تفضیل اور حساب آئندہ ہی مسجد فنڈ کو ملاحظہ کرایا جاوے رہے۔ جب آپ مہدوستان تشریف لیجائیں۔ تو طریقی صاحبان جس طرح چاہیں انتظام کریں۔ آپ کا صادق امیر علی

اک دعا

روشنہ رایت آنیل لارڈ ہیڈلے شیخ رحمت اللہ فاروق با تقابہ

اس دعا کا پہلا حصہ نہ سے ماں میں نماز جموج کے بعد وہ دسمبر کو پڑھا گیا تھا۔ اور دوسرا، دبکر ہنسی چکہ خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا گیا تھا۔ اس دعا میں رام نے اپنی اُس خواہش کا انہمار کیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو روادمی۔ عفو اور پرداشت کی بڑھی ہوئی طاقتیں عنایت فرمائے۔ اور دنیا کے خوف سے نجات دلانے میں ہماری استعانت کرے۔ کیونکہ میرا یقین ہے۔ کہ زندگی کی تمام کمالیت کا منبع خوف دنیا ہے اور یہی خدا تعالیٰ کے اس احسان پر انہمار خلک کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس ارحم الراحمین کے ترجم پر ہمیشہ سے ایمان رہا ہے۔ اور خفت سے سخت صعیبت کے وقت بھی میرا ایمان کسی متنزل نہیں ہوا۔ اور مجھے کوئی ایک موقف بھی ایسا یاد نہیں جبکہ تیس نے خوف موس کیا ہے۔ اور

محولہ بالا دعا حسب ذیل ہے

حصہ اول

اے قادر مطلق اور اے ہمیشہ زندہ مد ہٹنے والے خدا ہم صرف تیراہی آسرا رکھتے ہیں۔ صرف تیری ہی حمد و شنا اور پستش کرتے ہیں۔ ہماری شکر گذاری اور حمد و شنا کے تحفہ کو قبول کر اور پہنچ لائتا جبت۔ دنائی اور رحم کے خدمتے سے ہماری سمجھ اور دنائی میں اضافہ کر دے۔ تو ہمارا خالق ہے۔ اور تو جانتا ہے۔ کہ تیری محبت کے ساتھ ہم شیطان سے نفرت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بخش عجیب و غریب چالوں سے ہمارے خیالات کو تیری جانب سے ہٹاتا ہے۔

اے پیارے روحانی بابا! اور اے کائنات کے خالق! ہمیں اس تمام ہنسی نوع انسان کیلئے مفید ہا۔ جو ہماری طرح تیرا خیال نہیں رکھتے۔ ہم میں تغل اور پردباری کا بخذ

پیدا کر اور ہم بچتے سے دعائیں گے ہیں۔ کہ ہمارے دلوں کوئی نوع انسان کی طرف اس طرح پھیردے۔ کہ وہ ہماری اس خواہش کو بظر استغاثہ دیکھ سکیں جو ہم ان کو اپنے گل میں لانے کے متعلق رکھتے ہیں۔ جہاں گذر یا تیری شاندار با جزوں اور رحیم موجودگی میں ہٹا کر آئے ہمارے قایم رکھنے والے اور تسلی دینے والے ہمیں توفیق دے تاکہ ہم تیرے مقدس پیغمبر و حضرت مولیٰ حضرت مسیح اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پڑھیں۔ اور ان کی تعلیمات سے ہم عجز اور صبر کی تلقین حاصل کریں۔ ہم ایک نئے دو بیس داخل ہو رہے ہیں جیس میں ہمیں دہریہ پن کے بھجت جس کی ابتداء حیر بُر و باری اور خیالات باطلہ سے ہوئی ہے۔ اور بت پرستی کے دیوب اور پیڑا ن تمام بالتوں سے جو ائے آسانی مبارک باب پر تیرے نظارہ پر پر وہ ڈالتے ہیں۔ جنگ کرنی ہوگی ہیں دلیری اور ہمت دے۔ تاکہ ہم تیرے الہامی پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پڑھیں۔ اور ان کی یاد تو ہمارے دلوں میں ہمیشہ ناذہ رکھیں۔ ان کی صداقت اور نیکی کی تعریف کرنے کی ہمت دے۔ اور ہماری تمام کوششوں کو مٹھکانے لگا۔ تاکہ ہم تمام بُنیٰ نوع انسان کے ساتھ انصاف کرنے میں ان کی مثال کے متعین ہو سکیں۔ ہم بچتے سے دعائیں گے ہیں۔ کہ ہم اپنے خداوند حضرت مسیح کے ان الفاظ کو جو انہوں نے ریا کار فس سیدین کے متعلق استعمال کئے تھے۔ کبھی نہ بھول سکیں۔ ہم بچتے سے انتباہ کرتے ہیں۔ کہ تو ان لوگوں کو معاف کر دے۔ اور ان کے دلوں کو بدل دے۔ جو اسلام کے مخالف ہیں۔ خصوصاً ان اشخاص کے دلوں کو جنوں نے ہمارے پاک ذہب کو منفری دیا کے سامنے غلط پیرا یہ میں پیش کیا۔ ہم تیری ہی الہامی نہنجاں کے لئے التجاکرتے ہیں۔ اور فقط تیرا ہی آسرا رکھتے ہیں۔ تو ہمیں ہمارا ہٹا اور لیڈ رہے۔ اور تو ہمیں ہمارا الصیحت دیئے والا اور محاقطہ ہے۔ اسلام ہمارا اور جھنا بچھوتا ہے۔ اور ہم تیرے طاقتو بر باز داؤں میں اپنے آپ کو محفوظ پاتے ہیں ۴

اسے پیارے باب تو ہمارے بہت نزدیک ہے۔ تاریک سے تاریک اور روشن سے روشن دن میں ہم تیری موجودگی ہر گلبہ پاتتے ہیں۔ تاکہ تو ہمیں راستہ دکھائے

اور ہماری رہنمائی کرے۔ آمین!

حصہ دوم

اے خداوند قادر سلطنت خدا! میں بھج سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ تو اپنی غیر محدود طاقت و محبت کے ذریعہ ہمارے قلوب سے وہ تمام خوف و خطر دور کر دے۔ جو تیرے فرایض کی اور یگانی میں ہمارے سترہ ہوں۔ اور ہمیں حلم و بردباری عطا کر تاکہ ہم بخانماز مکتہ چینی کو ٹھنڈے دل سے برداشت کر سکیں۔ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم ان لوگوں کو لطف خودداری کی بخاہ سے بچیں۔ جو ابھی نکل ہمارے نہب سے نا آشنا ہیں۔ اے میرے قادر و قیوم۔ اے میرے حافظ و ناصر خدا! تو متزلزل دلوں کو جرأت و ہمت دے تاکہ وہ اسلام کی قوت جاذبہ کا علائب افراز کر لیں۔ اور بڑھی ہوئی خودداری کے اجر عظیم سے یہرہ در ہوں ۷

اے میرے پروگارہ! میرے حافظ و نشی دہنده مولا! تمام خدو شناختی کو زیبایا ہے۔ آمین!!

کیا السو عمسیح خدا کے اکتوبر نیٹ میں ہیں؟

بعالی خدمت جناب ایڈیٹر صاحب اسلامک ریویو

جناب من! اگر آپ کے اسلامی رسالہ میں کسی سمجھی کی آوارگو جگہ مل سکتی ہے۔ تو میں عرض پرداز ہوں۔ کہ حضرت محمد ارسلان اللہ کے الفاظ دجن کا حال آپ کے نامہ لگا رہا صدر الدین نے اکتوبر کے پرچ میں دیا ہے، میرے لئے صاف نہیں۔ اور ضرورت ہے۔ کہ ہائیل کے حالجات نقل کر کے ان کی تشریح و توضیح کی جائے۔ صاحب من! بھلا کیوں نکل سکتا ہے۔ کہ کوئی اور بنی بھی یسوع مسیح کی طرح خدا کا بیٹا ہو۔ کیونکہ تصحیح خدا باب کا اکتوبر نامیٹا ہے۔ اور باب نے اُس کو خود ہیں

نام سے پکارا ہے۔ مزیدیر ان یسوع نے صحیح نہ کھائے۔ اور اس کا کوئی نہیں
بپ کی دفنا مار

انجلینا ایٹھ ورڈس

”اسلامک ریویو“ میں انجلینا کے خط میں جن الفاظ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے:-
”رسول ارشد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی رو سے حضرت مسیح بھی دوسرے انہیا
کی طرح ایک فانی انسان تھے۔ اور اگر مسیح خدا کا بیٹا، کملانے کے مستقی م ہیں۔ تو
پھر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح تک جس قدر انہیا گذرے ہیں۔ بب
کے سب ”خدا کے بیٹے“ ہیں۔“

خدا کے بہت سے بیٹے اور بہادری رائے میں یہ عبارت اُس تمام تعلیم کا
خلاصہ ہے جو بائیبل میں حضرت مسیح کے متعلق دی گئی ہے۔ اور حضرت مسیح کا ایک
فانی انسان ہونا کسی ثبوت کا محتاج نہیں۔ آپ کھاتے اور پیتے تھے۔ دوسرے
اندازوں کی طرح اکل و شرب کے نتایج سے مناثر ہوتے تھے۔ اس لئے قرآن
کیم نے اُن کی اُبہیت کا بطلان کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ کہ وہ کھاتے اور پیتے
تھے۔ پھر یہ بھی کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ کہ حضرت مسیح میں اشانی گز دیاں موجودیں
اور فطرت کے قوانین کی ان پر اسی طرح حکومت بھتی۔ جس طرح دوسرے اہنائے
آدم پر ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ اُن کو دوسرے انبیاء کی طرح کیوں ہرف
ابن آدم ہی نہ مانتا جائے ہے۔

ہم نے ہاتا کہ اُن کو انہیل میں ”خدا کا بیٹا“ کہا گیا ہے۔ لیکن ساختہ ہی این
”آدم“ کے نام سے بھی یا دیکیا گیا ہے۔ اور اگر بالغرض ”ابن آدم“، کہا بھی نہ جاتا تو
بھی بائیبل سے واضح ہوتا ہے۔ کہ خدا کا بیٹا یا اکلوتایٹا ہونا کوئی صرف مسیح ہی کی
خصوصیت نہیں بلکہ مسیحی کتاب مقدس کے گو سے ہر ایک نیک و پر ہیزگار آدمی
خدا کا بیٹا خیال کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو ایو خا ۷: (جو کوئی محبت رکھتا ہے
وہ خدا سے پیدا نہ ہے) علاوہ ازین کہا گیا ہے۔ کہ

اسراہیل خدا کا پیو تقابلیا ہے۔ خروج ۲۲:۲

وَأَوْدَ خَدَا كَابِثًا ہے۔ زبور ۲۶:۸۹

سیمان خدا کا بیٹا ہے۔ انتاریخ ۱۰:۲۲

قاضی مفتی خدا کے بیٹے ہیں زبور ۶:۶۲

اور ان سے پڑھ کر یہ کہ ناجائز پیدا یش کے پیچوں کو بھی خدا کے بیٹے کہ کرتے کین و
تسلی دی گئی ہے ۴

پس جس کتاب میں ایک طرف تو قاصی خدا کے بیٹے کہلاتیں۔ اور دوسری طرف
اشراف کو بھی باوجود ان کی بغادت کے رکھوں (یعنیاہ ۱۸۳۰ء)، کے نام سے پکارا جاتے
اوہ جہاں یہ وہ شلم کے رنکے فر کے فرزند قیامت کے بیٹے، وفیرہ وغیرہ ذہنی بھی
استھان کئے گئے ہوں۔ اور جس کتاب کے مانسے والے خود خدا کو آسمانی باپ کر کر
پکارتے ہوں بھلا ایسی کتاب کی تعلیم کے رو سے کسی کو کیا حق پہنچا ہے۔ کہ حضرت ابن
مریم عییہ السلام کو خدا تعالیٰ کا تاج پہنا شے۔ اور دوسرے لوگوں کو با وجود خدا کے بیٹے
پکارتے جانے کے اس عزت سے محروم کرے ۵

انبیاء کے معجزات | اس انجلینا حضرت مسیح کے معجزات کو آپ کی ایک خصوصیت
خیال فرمائی تھیں یعنی درہ صلیل معجزات کے معاملہ میں بھی آپ کی کوئی خصوصیت نہیں
ہم باشیل میں پڑھتے ہیں کہ ایسح نے شوہنیت کے مردہ بچوں کو زندہ کر دیا (ام سلطین ۱۲۶:۷)
ایسح کی بڑیوں نے مردے کو جلا دیا (ام سلطین ۱۲۰ - ۲۱)

درقین نے بڑیوں سے بھرپور دادی میں نبوت کی اور تمام مردے جی انجھے درقین (۱۰۰ - ۱۴۳)

ایسا کی دعا سے بیوہ کے رنکے میں جان پھر آئی اور بعہدی (ام) اس سلطین (۱۴۳ - ۱۷۲)

ویسح نے لفمان کے کوڑا کو رفع کیا (ام سلطین ۵: ۶ و ۱۳)

بوسف کے ہاتھ رکھنے سے یعقوب کی آنکھوں میں لعبارت آنکھی (پیدائش ۱۳: ۲۳)

مسیح نے تو چند جو کی رو طیوں اور مچھلیوں سے پانچھزار لوگوں کو سیر کیا تھا یعنی
ایسیاہ نے دھٹھی بہر آئی اور تھوڑے سے سیل کو اس قدر پڑھا دیا کہ ایک سال تک

و اسلامیین ۱۶: ۱۵

بیوہ کے کنبہ نے گھنڈا رہ کیا ہے

ایسے نے کمال کیا۔ کہ ایک پیار تیل کو اس قدر بڑھایا۔ کہ پڑھ سیوں تک سے مانگ ہوئے برت بھروسے ہے
(اسلامیین ۲۲: ۷ و ۸)

کہا جاتا ہے کہ مسیح پانی پر پھلے تھے۔ لیکن لکھا گیا ہے۔ کہ موسیٰ نے دریا پر اتنے بڑھایا۔
اور خداوند نے دریا کو لکھا دیا۔ +
(ذخیرہ ۱۶: ۳۱)

جب عہد کے صندوق، کو اٹھانے والوں کے تلوے، یہ وہ کے پانیوں، میں
دھرمے گئے۔ تو یشور کے ارشاد کے مطابق، یہ وہ کے پانی، جو اُدھرت بستے تھے
مالگ ہو گئے، اور اُدھر کا پانی بھی گیا، اور اس کا بہتاء موقوف، ہو گیا۔ حالانکہ
یہ وہ دریا کی باڑھ ساری فضل ریع میں ہر طرف سے اپنے سب کرتا۔ دن پر
ہوتی ہے +

(بیشور ۳: ۳۰، ۳۱ و ۳۲)

ایلیاہ نے اپنی چادر کو لیا۔ اور پیٹ کے پانی پر ماں اکہ پانی دو جھٹے ہو کر اُدھر
اُدھر ہو گیا۔ اور وہ دواں خٹک زمین پر ہو کے پار ہو گئے + (اسلامیین ۲: ۸)
علاوہ اذین پائیبل میں تو یہ بھی مذکور ہے کہ جھوٹے بھی بھی معجزات دکھائے تھے ہیں۔
اویسی بھی کہ مسیح کے شاگردوں میں راتی کے دان برابر ایمان ہو۔ تو وہ معجزات دکھائے
سکتے ہیں۔ پھر جس کتاب کے رو سے معجزات کی یہ کیفیت ہو۔ اس کے مانندے والوں
کو کیا حلت ہے۔ کہ وہ سمرے انہیار کے عالی شان کا رنائے چھوڑ کر صرف مسیح کے
دکھائے ہوئے چند اعجوبوں کو لے لیں۔ اور انہی کی بنا پر ایک انسان کو خداوند کا
باس پہنائیں +

پیدا ایش کی خصوصیت | اب باتی سما پیدا ایش کا معاملہ۔ اس میں بھی حضرت مسیح
کی کوئی خصوصیت نہیں۔ حضرت مسیح کی تو آخریاں بھتی۔ لیکن آدم علیہ السلام کو خدا
نے بے ماں باپ پیدا کیا۔ اور پائیبل کے مطالعوں کرنے والوں سے تک صدقہ کا فتنہ
پوشیدہ نہیں۔ ہم ذیل میں پلوس صاحب کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے
ہیں۔ کہ مس انجیل ان پر پوری توجہ سے غور فرمائیں گی۔ اور خصوصیت سے اس عبارت

کام طالع کریں گی جس کے اپنے خط کھینچا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہیں :-
”جہاں یہ سو عہدیت کے لئے ملک صدق کے طریقے کا سروار کا ہن بن کر جہاں یہ

خاطر پیش کئے طور پر داخل ہوتا ہے“ عبرانیوں ۶: ۲۰

و اور یہ ملک صدق شامیم کا با دشاد خدا تعالیٰ کا کا ہن، ابراہیم سے ملا تھا۔ اور اس کے لئے برکت چاہی، اور اُس کو ابراہیم نے سب چیزوں کی دوکی دی۔ یہ افغان تو اپنے نام کے معنی مکمل موافق راستبازی کا با دشاد ہے۔ اور پھر شامیم یعنی صلح کا با دشاد یہ ہے با پ بے ماں بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس کی عمر کا شروع نہ زندگی

کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشاہد طیراً“ عبرانیوں ۱: ۳

ذکر وہ بالا عبارت سے ہے قول پولوس صاحب واضح ہوتا ہے۔ کہ صحیح صرف ملک صدق کے سلسلہ کے ایک کا ہن تھے۔ اور آپ کی ماں اور نسب نامہ تھا۔ لیکن ملک صدق جو خدا کے بیٹے کے مشاہد تھا۔ نہ اُس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر نہ ماں نہ باپ اور نہ نسب نامہ تھا۔ پس سس صاحبیہ اور ان کے ہم خیال غور فرمائیں۔ کہ ابین مریم میری کیا خصوصیت ہے کہ ان کو دوسروں پر فوتویت دی جائے ہے۔

خطا کار گنہگار

دہلی چاہ رائیٹ ۲ نریل لا روہ بیدے بالقاہیہ،

ایک صاحب نے مجھے نہایت دلچسپ خط لکھا ہے۔ اگرچہ تیس ان سے واقع نہیں۔ لیکن وہ مجھے جانتے ہیں۔ ان کا خط میرے لئے اس لئے موبہب دلچسپی ہے۔ کہ انہوں نے خطا کار اور گنہگار دو الفاظ ایک ہی جگہ جمع کر دئے ہیں۔ شاید ان کے خیال میں خطا کار گنہگار اور گنہگار خطا کار نہیں ہوتا۔ خطا کار گنہگار کا پڑا سر ارمنیتہ تو معنوں کے حل کرنے والے کریں گے یہیں تو صرف ان کا خط معاہ اپنے جواب کے ہیں ناطرین کرتا ہوں ہے۔

۶ دسمبر ۱۹۷۶ء

بعالی خدمت رائیٹ آنسپل یہیں ہیڈیٹے باتقا بنا

مائی لارڈ

میں یقین کرتا ہوں۔ کہ آپ میری تکلیف دہی کو معاف فرمادیں گے۔ میکن اخبارات میں یہ دیکھ کر کہ آپ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں نے اس معاملہ کی نسبت دعا کی ہے۔ اور میں اس امر کو اپنا فرضی منصبی سمجھتا ہوں۔ کہ مذہب کے ایک بڑے اصول کی طرف آپ کی توبہ مبذول کر دوں۔ اور وہ یہ ہے کہ

تیل و راپ سب خطا کا گنگا ریں۔ پھر بھلا گنہ گا رکسی طرح خدا نے قدوس کا قرب حاصل کر سکتے اور خوش رہ سکتے ہیں؟

تماوق تیکہ میرے اس سوال کا جواب نہ دیا جائے۔ میں کسی اور بحث کو دریابی میں نہیں لانا چاہتا۔ کیونکہ دوسرے سوالات اصل اہم سوال کی طرف سے توجہ پہنچنے کا موجب ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اگر اس سوال کا جواب دیئے جائے آپ کو میری امداد دکار ہو۔ اور آپ یہ عدم کرنے کے خواہشمند ہوں۔ کہ آپ کس طرح خدا نے قدوس کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ تو مجھے آپ کا ہاتھ بٹانے میں از صدر سرست ہو گی ۴ آپ کے لئے بست دعا کرنے والا

آرکھر رابرٹس - یام - ڈی

مکر آنکہ۔ بر اہ نزارش یوختا کی انجیل کو ایک ہی نشست میں کم از کم بارہ دفعہ پڑھیں اور اس طرح مطالعہ کریں۔ جس طرح کسی اور کتاب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ میں نے اس عجیب و غریب خط کا مفصلہ ذیل جواب دیا ہے۔

جناب من! آپ کا ۶ دسمبر کا تحریر کردہ خط مجھے ابھی ملا ہے۔ آپ نے بتہ تکھنے میں غلطی کی صورت خط کار گنگا راؤں کے مستلقی میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آیا کہیں آپ تو اس بدنجتی میں بدلنا پہیں؟ اگر ہیں اور اپنے احباب کے حلقة کو وسعت بھی دینا چاہتے ہیں۔ تو آپ براۓ مریانی مجھے اس امر کے انہار

گی اجازت دیں۔ کہ

میں خاص طور پر خطا کرنے نہیں ہوں۔ اور نہ کسی گنہگار خطأ کا راستے تعلق رکھنا پسند کرتا ہوں۔ میں خطا کار گنہگاروں کے حلقة سے دور ہی دور رہا کرتا ہوں۔ میرا ایمان اپنے پیارے اور رحیم خلق پر اس قد مصیبو دبے۔ کہ میں انسانوں کے سامنے اُس کا کیا تذکرہ کروں۔ میں آپ کو یقین دناتا ہوں۔ کہ میں ہر گز کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ اور نہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا ایسا کام کرتا ہوں جس میں نہ تعالیٰ کی اہاداؤ رہنمائی کو اپنا سماں بنا لیتا۔ میرا خدا ہر وقت میرا ساخت دیتا ہے۔ اور ہمیشہ میرے ساتھ ہے۔

اللہ اکبر

اور وہ علیم نہ اجانتا ہے۔ کہ میں حقیق انشاد و حقیق العین د کرے اور کرنے میں کس قدر ساغر رہتا ہوں۔ میں گنہگار پیار نہیں ہوں۔ نیز میر دلدارین نے میری پیاری ایش کے معاملیں کسی لئے کا ارتکاب کیا۔ اور نہ ہی عکس و عتاب کا فریضہ ہوں۔ میں نے انجیل کو بکثرت پڑھا ہے۔ میکن میں محض آپ کو خوش کرنے کے لئے بھی اس بات کا دعوہ نہیں کر سکتا۔ کہ میں ایک نشست میں ۱۲ دخیر پوختا کی انجیل کا مطالعہ کروں۔ کیونکہ میر ایک عدیم الغرست آدمی ہوں۔

آپ کا دفادر۔ ہمیشے

اگر مسٹر آر تخر را ہر ٹس یہ جان لیتے کہ جب سے میں نے بت پرستی کو ترک کیا۔ اور بالل کی فیود سے آزادی حاصل کی ہے۔ اُس وقت سے میں کس قدر خوش اور اطمینان کی زندگی بس کر رہا ہوں۔ تو وہ بھی خدا کے قدوس کے قرب حاصل کرنے اور خوشی کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرتے اور اسلام کے حلقوں بگوش ہو جاتے۔ اور ان کو معلوم ہو جانا کہ خدا نے قادر کے ساتھ اپنی کردار ہی کا مقابلہ کرنا حاجت آئیز کوشش ہے۔ اور وہ بالآخر جان لیتے۔ کہ خدا نے پاک ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنے کی دعا میں قبول فرماتا ہے۔

اللہ اکبر

ہمیشے

اسلام میں عورت

دُو شَهْرٍ عَلَيْهِ حَضَرَتْ بَيْكُمْ سَاحِبَ فَرِماَزَ وَأَكَےَ رِيَاسَتْ بِجُوْپَالْ

مفصلہ فیل سطور کا ہمارے رسالہ میں شایع ہونا ہمارے لئے باعث فخر و عزت ہے۔ اور ہم علیاً حضرت بیکم ساحب کی اس مہربانی کے لئے ان کے تہ دل سے مشکور ہیں جو تحریر در بھل ایک محظی کی نقل ہے جو دالیہ بھوپال نے مسٹری سیلکورٹ ہائی ٹیکسٹریس گرلز سکول ال آباد (حال مقیم ۲۰ بلسانیز گروہ ہمپڈ این ڈبلیو ٹیکنیکل) کے نام ارسال فرمائی ہے۔ اس میں ایک ایسے مضمون پر بحث کی گئی ہے جو آج کل یورپ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

”فَيَرْسِيْدِمْ اَيْمْ آپْ کے خط مورخ ۲۰ اگست اور نیز کاغذات ملغوہ کا شکریہ ادا کرنی ہوں یہیں میں نے ان تمام کاغذات کو نہایت دچھپی سے پڑھا ہے۔ اور ہم ایس پ کی ان تمام شریف اور لایق خاتون کی بہت بہت مشکور ہیں جو نہایت ہمدردی اور جوش کے ساتھ اپنی شریتی ہنود کی حالت کو ترقی پر لانے کی تجویز پر عمل پیپرا رہتی ہیں یہیں پچھے دل سے اس بات کی متنی ہوں کہ یہ قابل تعریف کو ششیں غیر معمولی طور پر کامیاب ثابت ہوں جس کی وہ وافی متحقیت ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اپنی ریاست کے کار و بار کی شمولیت نے مجھے اتنی فرصت نہیں دی کہ میں گذشتہ ولایتی ڈاک میں آپ کو مفصل خطا کر سکتی تاہم آپ کے مرسلہ کا گذشتہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس امیہ پر مسئلہ زیر بحث پر اپنے خیالات کا انعام کرنے کی جرأت کرتی ہوں کہ آپ مہربانی فرمکر ان کو عورتوخوض کے لئے کمیتی کے ممبروں کے رو برو پیش کر دیں گی“

پیشتر اس کے کہ اس مسئلہ کے متعلق میں اپنی رائے کا انعام کر دیں کہ اس میں آپ سے اور نیز مجددہ سیکھ کے ترقی دینے والی حاضرات سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مساجد میں

نے اسلام میں عورتوں کے درج کے متعلق جن خیالات کا انداز کیا ہے۔ وہ ہمارے نہب اور سوسائٹی کی پوری پوری واقعیت اور کامل طور پر بالکل مبنی نہیں ہیں۔ ان کے خلاف میں اسلام و یگر مذاہب کی نسبت اصولی طور پر عورتوں اور ساتھی اس کے تمام سوسائٹی کو قرآن تین پہنچنک دیتا ہے۔ اور وہ اس بات پر تمعین نہیں کہ بکثرت مسلمان مسنوات دھوکہ باز۔ بد باطن۔ ذمیل۔ بد کار ہوتی ہیں۔ اس معاملہ میں میں سوائے اس کے اور بچھ نہیں کہ سکتی کہ بنا کسی خاص درج کے نام مسلمان عورتوں کو بد نام کر دینا سخت نادیج ہے۔ یہیں مذہبیاً مسلمان ہوں۔ اور اس لئے یہیں مقابلاً اپنے مذہب کے اصول سے واقع ہوں۔ اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اسلام نے کوئی ایسا اصول یا حکم نہیں دیا جس کے رو سے صحت نا ذکر دعوت، کام رتبہ کسی طریقے سے ہنک آئینے قرار دیا جاسکے۔ برخلاف اس کے مذہب اسلام نے عورتوں کا ایسا عادلانہ درج رکھا ہے۔ جس کی وجہ طرح صحیح ہیں۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف مذہت کے اس گرضے سے نکالا۔ جس میں وہ اسلام سے پہنچ گری ہوئی تھی۔ بلکہ اس نے خاص طور پر ہم لوگ ایسا فاؤنڈیشن درج دیا جس کی شش دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام نے اس طرز میں سلوک کو بالکل ناجایز قرار دیا جو رسول اکرم ﷺ کے تشریف لانے سے پہنچ عورتوں کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔ رسول کریم ﷺ کے تشریف نے خاص طور پر حکم دیا کہ عورتوں کے ساتھ نہایت ادب سے پیش آنا چاہئے۔ کیا قرآن شریف کے یہ الفاظ نہیں ہیں۔ ہن یا اس وَكُمْ وَآتَهُنَّ لِيَاوَنَ کہنے۔ حضرت بنی کریمؓ کی مقدس تعلیم نے عورت اور مرد میں مساوات قائم کر دی ہے۔ اور یہیں بلا خوف تروید یہ کہ سکتی ہوں۔ کہ اسلام نے عورتوں کی ذہنی اور معاشرتی ترتیب کے نئے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے نکلن اور قرآنیں فہیما کئے ہیں۔ اسلام نے عورتوں کا بیرونی خانہ اور ادب رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور بہری دلی خواہش ہے۔ کہ کاش یورپ کی عورتیں عربی جانتی ہوئیں۔ تاکہ وہ سب سے پہلے قرآن شرافت کا مطابعہ کر سکتیں جس سے ان کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں۔ اسلامی مصنفوں اور نیز خیر طرفدار یو روپین محققیہ میں اس

مسلم کے بریک پہلو پر نہایت قابلیت سے بحث کی ہے۔ اور ان کے دلچسپ مضامین پڑھنے سے ہر ایک شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ جو سلوک روادار تھا ہے۔ وہ دنیا کے اور کسی دوسرے مذہب نے نہیں رکھا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے مذہب کے خلاف جس قدر بھی غلط انتہا مات مشهود ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ کی اعلیٰ تعلیم اور انکامات کے متعلق سخت جوابات اور علمی چھارہ ہی ہے تا اسکے اسلام کیسی بزار ہا مشالوں سے بھری پڑی ہے۔ جس میں مسلمان عورتوں نے اپنے مقدس مذہب کی حریکت سے بھی اعلیٰ درجہ کی تربیت اور تعلیم حاصل کی۔ ان عورتوں میں بڑی ترین علماء فقیہہ زادہ اور فنون لطیف کی ماہر جو گندہ ہیں۔ اور وہ اپنے بعد آئنے والی نسلوں کے لئے بہادری اور سچائی کے کاموں کی کیسی شرمنی نہ شاپیں تھے وہ گزی ہیں۔ جو کسی دوسری قوم کی تاریخ میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ تمیروں پر کھشیری ہو گر و عظیم کیا کرتی تھیں۔ دارالعلوم کے کروں میں فتح پر لکھر دیا کرتی تھیں۔ مک کے سیاسات میں بھی وہ کافی حصہ لیا کرتی تھیں۔ پوروپین جنگ جو حقوق طلب عورتوں کی کارروائیوں کی طرح نہیں۔ بلکہ عدمہ مشوروں سے وہ ایک کی پالیسی اور نظام کو بہتر بنایا کرتی تھیں۔ میدان جنگ میں مسلمان عورتوں نے خیروں اور بیماروں کی خبر گیری کیا کرتی تھیں۔ اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ مردوں کے دوش بد دش اکثر بڑائیوں میں شرکیں رہی ہیں۔

یہ وہ صفات ہیں جو مسلمان عورتوں نے اس شخص (حضرت نبی کریمؐ) کے ذمہ کے نتیجے عرصہ جلسلہ کیتیں جیسے ہماری سفری بہنیں بالکل راعلم ہیں۔ ہم سب آپ کی سچی ہمدردی کی مشکوڑیں جیسیں کا آپ نے اٹھا رکیا ہے۔ مگر ہماری آپ سے بہنست و نخواست ہے۔ کہ آپ ہمارے تنزل اور پستی کی مسجد وہ حالت میں جب کہ آپ نے ہمارے پاک مذہب کے اخلاق کا ابھی تک مطالعہ ہی نہیں کیا۔ اور بھر یہ کہ آپ ہمارے مذہب کے بنیادی اصولوں سے بھی بالکل ناداقت ہیں۔ مگن ہو کر بعض حصص میں مسلمان عورتوں بقول مس رچرڈ سن سپتی اور ذات کے گلہیں

گرگنی ہوں لیکن ہمیشہ کثرت کو دیکھ کر فصلہ کیا جاتا ہے۔ اور مذہب بھی در اصل وہی مفید ہے جس کا انجام ہماری بجائت ہو۔ نہ وہ مذہب جس کا اثر صرف بعض خاص حلقوں میں پایا جاتا ہے جس کا علم سوائے مس سو صونہ کے اور کسی کوئی نہ کہیں۔ جو خراب عادات بقول مس رچرڈ سن بعض مسلمان عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے قومی تنزل اور پستی کا نتیجہ ہیں جس بکوئی دتم گردش زمانہ کے پیچے آ جاتی ہے۔ تو اُس وقت کہیں نہ کہیں آئیے اور پاسے جاتے ہیں۔ جس کا باعث مذہب سے غفلت کرنا ہوتا ہے۔ لیکن تمام پیچے مسلمانوں کے لئے اُن کا سچا مذہب ہی ایک آئی چیز ہے جو کو خدا کی تقویت اور زندہ طاقت ہونے کا مشرف حاصل ہے۔ یہی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کر سکتی۔ کہ اپنی مغربی ہننوں سے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے کی دخواست کروں۔ جو ہمارے پاک مذہب کا سرچشمہ ہے۔ اور نیز ہمارے بزرگان سلف کا +

میرے اپنے خیال میں جوش مردانگی مشرق سے ہی یورپ میں آیا ہے۔ اور قرون او سط کے تمام سورخ میرے ہی قول کے موئید ہیں۔ یہ امر کہ ہماری ہمیشیں شایست کے شرمندی خیال کو کس قدر مقابل ہٹک خیال کرتی ہیں۔ میرے نزدیک صرف شومنی فتحت ہے +
یہیں اب اس خط کے لکھنے کے اصل مدعا کی طرف توجہ کرتی ہوں۔ ہندوستان میں تعلیم سنوان کے مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ہم کو سب سے پہلے اُن جملہ کو شنشوں کا خیال رکھ لینا چاہئے جو اب تک اس معاملہ میں کی جا بھی ہیں۔ ہمیں یہ کھانا بھی رکھنا چل بنتے۔ کہ تعلیم کو ترقی دینے کا فرض اس لئک میں گورنمنٹ باحسن وجہ ادا کرتی رہی ہے۔ اُس نے ہند کے تمام اہم مرکزوں میں یونیورسٹیاں قائم کر دی ہیں۔ جن سے اب تک مردوں ہی نے فایدہ حاصل کیا ہے۔ اور عورتیں بالکل بھلادی گئی ہیں۔ میلانوں کے عمد سلطنت میں اعلیٰ خاندانوں کی لڑکیاں اپنے گھروں میں گھر کی بوڑھی غور لئیں سے تعلیم و تربیت حاصل کیا کرتی تھیں۔ اور یہ آنظام اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق مناسب تھا۔ اس لئے اس کے نتائج بھی مفید نکلتے تھے۔ لیکن اب زمانہ بدل چکا ہے اور صورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ رکھکیوں کو کثیر تعداد میں تعلیم دی جائے۔ تسلیم

نسوان کا مسئلہ اس زمانہ میں نہایت اہم ہو گیا ہے۔ اس لئے اس غرض سے ہندوستان میں ایک وسیع نظام قائم کرنے کے لئے ہمدردانہ پریجوش کوششیں درکاریں بیڑے نزدیک درستگاہوں کی غلامانہ تقلیدیہ ہمارے انراض اور مقاصد کو پوچھانیں گر سکتی مرشیٰ عورتوں کی تعلیم و تربیت مغربی عورتوں کی تعلیم و تربیت سے مختلف اصولوں پر ہونی چاہئے یہ کیونکہ مشرقی حمالک میں پرداہ کے رواج نے کچھ تبدیلی لگادی ہیں ۴

اس مسئلہ کے نہایت اعلیٰ تقلیدی نسبت العین کے حصول کے لئے رسے مزدوری امر ہے کہ لڑکیوں کے مطابع کے لئے نہایت عمدہ کتب درسی مہیا کی جائیں۔ مرکزی مقامات پر زنانہ ٹریننگ کالج قائم کئے جائیں۔ جہاں استانیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس مدعا کے حصول کے لئے معزز اور شریف گھرانوں کی عورتوں کو وظایف دئے جائیں۔ تاکہ وہ اس فن میں اپنے آپ کو نیادہ ماہر بناسکیں۔ ہندوستانی یونیورسٹیوں کا موجہ وہ طریق امتحانات میری رائے میں عورتوں کے لئے عمدہ تنانچے پیدا نہیں کر سکتا جو زنانہ مدارس میں نے بھوپال میں قائم کئے ہیں۔ وہ نہایت خوش اسلوبی سے کام کر رہے ہیں۔ اور وہاں شریف گھرانوں کی متقلین حاصل کرنے کے لئے کوئی وقت محسوس نہیں ہو لے، بلکہ یہ میں بھی ایک زنانہ سکول عمدہ طریق سے کام کر رہا ہے۔ اسی طرح ہندوستان کے دیگر اقطاع میں مختلف زنانہ سکول و کالج ہیں۔ جو انتظام پرداہ کے ساتھ عمدہ تعلیم و تربیت دے رہے ہیں۔ پرداہ کی جملہ ضروریات کا دیتا کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ اور میں ایڈکٹی ہوں۔ کہ ہماری مغربی بہنیں اس ضرورت کو نظر انداز نہ کریں گی ۵

میری پیاری میڈم۔ یقین رکھئے۔ کہ میں ہندوستان میں ترقی تعلیم کے لئے کسی سے کم دلچسپی نہیں رکھتی۔ اور جو ممکن امداد میں اس بارہ میں کر سکتی ہوں۔ بڑی خوشی سے دیئے کوتیاں ہوں ۶ آخريں میری وعا ہے۔ کہ خدا ابکو اس اہم کام میں کامیابی دے جو آپ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے ۷

دستخط (سلطان جہان آف بھوپال)

اسلاماً گاہ رپو یو۔ نہ کوہہ بالا تحریر اس فرمادی و معقول اور مشرح ہے۔ کہ ہماری وضاحت

پاٹشہر کی علاج نہیں۔ ہر ایئس کا یہ قول کہ

”صرف اسلام ہی ایک آیا مذہب ہے جس سے عورت کی حیثیت کو بہتر بنائی کو شش کی ہے، ایک کھلی اور بُری مرن صداقت ہے۔ ہم حق کے ہر ایک خالق کو جایز کرتے ہیں۔ اور بڑی تحدی سے ہ عومنی کرتے ہیں کہ تمام دنیا میں عورت کے حقوق کے حفاظت صرف پیغمبر اسلام یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلیم ہیں“ ۴

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی تعلیم کا سطح اکار کے دیکھ لو۔ جذب مسلمانوں کے مروجہ قوانین پر نظر گایا تو اتو اضاف معلوم ہو چاہیکا۔ کہ آدم کی بیٹیوں کو جو حقوق اسلام نے دیے ہیں اس کا پاسنگ بھی کسی دوسرا جگہ نہیں پایا جاتا۔ مفترضی دنیا میں جب سیاست نے قدم رکھا ہے اُسی دن سے عورت کے حقوق کی پابندی شروع ہے۔ اور اُسی دن سے ہاؤ کی بیٹیوں کو شیطان کا کامہ فرار دیا گیا ہے۔ بھلا جس مذہب کی تعلیم ہو کہ گناہ درثیہ میں ملا ہے۔ اور پہلی گنہگار عورت ہی تھی۔ اس مذہب کے پیر و کیوں نکل عورت کو عورت کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں؟

مس رچرڈسن اگر اپنی مسلمان بہنوں کی عیوب شماری کریں۔ اور ان کو مختصر اذادات کا مورد بھیرائیں۔ تو وہ قابلی معافی ہیں۔ کیونکہ ان کا عمل ذاتی تحقیقات کا نتیجہ نہیں بلکہ ایسی کہانیاں سنانے والے مقدس گروہ کی تحریات سے اخذ کر دے ہے۔ جن کا وجود واقع کل انسانیت اور عیسیائیت کے لئے موجب عار ہو رہا ہے۔ جو اپنا اُلوٰہ سیدھا کرنے کے لئے ہر ایک بُرے سے بُرے فعل کو تقدیس کا جامہ پہنچاتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے مغربی ہم زمبوں کی جبیں خالی کرنے کے لئے آتے دن نئی نئی اخترائیں کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنے ذمیں کی خوبیاں بیان کرنے سے عاری ہوئے کی وجہ سے دوسرا سے نہ لہب کو گایاں دنیا سیحت کی اشاعت کا بہترین طریقہ سمجھتے ہیں۔ اور جنہوں نے ایسے مشرق میں اپنی کوششوں کو تاکام ہوتا دیکھ کر نہایت کروہ طریقوں کو استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ سقوط اعرضہ ہوا ہے۔ کہ ہندستان کے اخبارات نے ایکجا عورت کی درد انگیز داستان شایع کی تھی۔ اور بتلایا گیا تھا۔ کہ ایک مشری بیٹہ ڈاکٹر بھکو (وکن) سے ایک مسلمان شادی شدہ عورت کو بھگتا لاتی۔ اور پانچ سال تک۔ مس کو۔ در بیش رکھا آخروہ موقعہ پاکر کرناں دینجا ب، کے زمانہ مشن ہسپتال سے بھاگن لکھی۔ اور مجھ سے کی عدالت میں اپنی پرورد حکایت سناتی ۵

اسلام سراسر امن ہے

اسلام و فاداری مترادف ہیں | تاج برطانیہ کا دو فادار حامی اور فیصلہ نہدو شاہ انگلستان کا عقیدت کیش ہوانہ ہونے کی حیثیت سے تین اس امر کا انہما رکروں یا پنا فرض منصبی بھتنا ہوں۔ کہ پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت اور اسلام کے حلقة بگوشوں کی کثرت کسی طرح بھی سلطنت برطانیہ کے لئے موجب خطرہ نہیں ہو سکتی۔ **سیزون مک میڈھل الام** اور **وفا کار ایری** دو تراوٹ الفاظ ہیں۔ اور ہر ایک مومن جو قرآن کو خدا کی کلام سمجھتا ہے۔ اُس کا فرض ہے۔ کہ محبت النبی اور شفقت علی خلقناللہ کو اپنا شما بنائے۔ اور دنیا کے کسی لائچ بیا حرث سے مغلوب ہو کر صراحتاً مستقیم کو نہ چھوٹے۔ اور ہمیشہ بغاوت و غایکی را ہوں سے بچتا رہے ہے۔

مسلمان یا عیٰ نہیں ہو سکتا | قرآن کریم میں لکھا ہے: **الا اسکرَا لِفِ الدِّينِ** یعنی دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ اور اس حکم کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ اس کے مقابل آیت الکرسی جیسا اسم اعظم اور بعد میں مفصلہ قبول ارشاد باری ہے تحقیق ظاہر ہو گئی تکی بغاوت سے **فَتَدَّبَّرُوا تَبَيْعَنَ الرِّشْدَ مِنَ الْغَيِّ** پس جو شخص انکار کرے شیطان کا اور یہاں لائے اللہ پر تحقیق اُس نے پکڑ لیا معتبر رسم کو جو کہ ڈالنے والا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لے سنبھالا اور جانے والا ہے ۴

اب اس حکم ربانی سے صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن کا عامل ہرگز کوئی آیسی راہ اختیار نہیں کر سکتا۔ جو بغاوت کے گزوں غبار سے آلوہ اور امن و آشتی سے بیگانہ ہو ۴ **حظیصی مسلمان** | ہر ایک سچا مسلمان خدا تعالیٰ کے احکام کی تقلیل کو اپنا فرضی اولین

سبختا اور خالق ارض دسما کی رضاکے سامنے سرتسلیم و نیاز ختم کرنا اپنے لئے نہ صرف موجب سعادت تصور کرتا ہے۔ بلکہ اس کی نظر میں مقام تسلیم ہی وہ مقام ہے جہاں سے بہشت بربیں بہت قریب اور نزدیک ہے۔ اس مقام پر پہنچا ہوا من خواہ امیر ہو یا غریب۔ وہ بھر حال مجتہ اور عشق آنکی کے جاتم لطف آفرین سے سرشار رہتا اور درلی زندگی کے جملہ یہم دہراں سے امن بین ہوتا ہے۔ اور وہ کیوں اس امن وسلامتی سے بہرہ اندوز نہ ہو؟ جب کہ اُس کے رُگ و ریشہ میں یہ خواہش سرایت کرچکی ہے۔ کہ اُس کا کوئی فعل خلاف مشتراء زندگی نہ ہو گا۔ اور وہ ہر حالت میں روح القدس کی رہنمائی اور تائید سے خدا تعالیٰ کی خوفزدگی اور مقابلوی حاصل کرتا رہیگا۔ سیکی دنیا اگرچہ حقیقی سلام کے مدرج سے نادائق ہے تاہم نظرت انسانی نے ان کی دعاؤں کی کتاب میں بھی محولہ بالامقام کے حصول کے لئے ایک دعا کا ندرج ج کر دیا ہے جس کا ترجیح حسب ذیل ہے:-

امن وسلامتی کے لئے دعا اُنے خداوندہ اباہم تیرے بغیر تیری عبادت کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے پس تو اے رحیم و کریم خداوند روح القدس سے ہماری رہنمائی کر اوسہا سے دلوں پر حکومت کر ۔۔۔

سبحان اللہ کیا اعلیٰ دعا ہے۔ اور خداوند کی طرف سے اپنے خالق کے حضور میں کیسی نیاز مندانہ التجاہ ہے۔ لیکن اگر اس انسانی تصنیف کردہ دعا کو دین فطرت کے آسمانی صحیحہ کی اقتضائی دعا کے سامنے رکھ دیا جائے۔ تو نہ صرف یہ کہنا پڑیگا کہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بلکہ اس بات کا بھی مقرر ہونا پڑے گا۔ کہ حقیقی سلامتی و امن کا وہی راستہ ہے جس کی طرف قرآن کریم کی پہلی سورت کے جا رہی ہے ۔۔۔

اَللّٰهُمَّ اسْأَلُكُمْ مُّلْكَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ - یعنی مولاہم تو صرف اُنکی لوگوں کا راستہ چاہتے ہیں۔ جن پر تیرا انعام ہوا ہے۔ اور یہ راستہ اے۔ رب العالمین ہم ابھی عرض کرچکے ہیں۔ کہ ہم صرف ایسا کو عبُدًا وَ ایسا کو مستَعِینٌ ہے یعنی تیرے ہی حضور مجھکے اور تیری ہی مدد و نیازی

سے حاصل کر سکتے ہیں +

لشکی دیئے والا مذہب | اب جو قوم صرف خدا ہی سے اپنی دشکیری اور راہپونی کی بھی ہو اور اسی اسلام نئی مبدأ اسلامی سے اپنی سلامتی اور امن کی خواہاں ہو۔ بھلا وہ کیونگر بخاوات کی راہیں اختیار کر سکتی اور کیونگر اپنے اطمینان تقلیب کو خلبان و بدولی سے مبدل کر کے خدا کی عطا کر دہ لشکی و لشکین کو پس لپشت ڈال سکتی ہے؟ اور ہر ایک سچا مسلمان جو ذات باری کو حکم اخراج کیں اور اسلام کو لشکی دیتے والی سچائی کی روح، کا تعلیم کر دہ پاک مذہب یقین کرتا ہے۔ اس کی نظر میں مشرق بعیدہ کا ارشنگ چینی یا براعظہ افریقیہ کا سیاہ فام بھی نئی دنیا کا سرخ رنگ انڈیں ہو یا فرنگستان کا گورا افرنجی سب کے سب ایک ہی خدا کی مخلوق اور ایک ہی آسمان کے پنچے رہنے والے انسان ہیں۔ مسلمان کو ان کی دینیوی حیثیت ان کے ملکی حالات ان کی قومیت احتلاف السنۃ اور آب و بھا سے سروکار نہیں۔ اگر وہ اُس کے ہم عقیدہ ہیں تو ملکہ مؤمن، اخوت کے ماتحت ان کے بلاد را دینی ہیں۔ اگر وہ مسافر ہیں تو ابشار السیل ہونے کی حیثیت سے قابل خدمت ہیں۔ اگر وہ عکوم ہیں تو عیت ہونے کے باعث قابل سعایت ہیں۔ اور اگر وہ حاکم ہیں تو سلامتی کا مذہب ان کی اطاعت اور وفاداری کا سبق دیتا ہے۔ غرض ہر حالت میں اسلام کامل لشکی اور امن کا مذہب ہے۔ اور اس کی تعلیم تشكیر و تلطیف۔ جو دو بخاوات۔ کامل اطاعت و حمد و ثنائے الہی اور شیخ و آشیتی کے سہری اصولوں پر مبنی ہے +

امن کے لئے چنگ کرنی پڑتی ہے | ہمارے میہی دوست کہ سکتے ہیں۔ کہ دراصل امن کا مذہب تو میخت ہے۔ کیونکہ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا "جو کوئی تیرے دہنے گاں پر طما پنچہ مارے۔ دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے" لیکن میں کہوں گا۔ یقین مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں ہی موزوں ہو سکتی تھی۔ اب تو اس پر عمل کرنا بعض حالات میں معصیت کا سوجب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ شیطان کی افواج تمام اقطاع عالم میں مستعدی سے بیفارکرتی اور ایمان کے قلعوں کو توڑنے میں مصروف ہیں۔ اس لئے امن کی بجائی کی بہترین صورت اب یہی ہے۔ کہ پدیوں کے شہزادہ کو دار پر لٹکا دیا جائے۔ اور

جزاء عستلہ سیہہ میثلاً پر عمل پیرا ہو کر شیاطین کے کیپ پر خطرناک گولہ باری کیجاۓ لیکن سوال یہ ہے کہ اس غلظیم اشان جنگ کی طرح کس طرح ڈالی جائے؟ اور تابیریکی کے فرنندوں کا کن تو انین حرب کے ساتھ مقابله کیا جائے؟ اور ملاجیک کی افواج کس کے اشارہ و ارشاد پر میدان جنگ میں اُتریں؟

شہزادہ امن | ان سوالوں کا بہترین جواب صرف وہی لوگ دے سکتے ہیں جو امام الٰی کے تو اتر پر ایمان رکھتے اور اس بات کے قابل ہیں۔ کہ قادر مطلق خدا نے یگانہ اب بھی اُسی طرح زندہ خدا ہے جس طرح وہ پہلے انبیاء کے زمانہ میں بتتا۔ اور اب بھی ہماری ہدایت کے لئے اُسی طرح آسمان کے دروازے کھلے ہیں جس طرح پہلے تھے۔ ایسے مومن اپنے ایمان کی بنابر کر سکتے ہیں۔ کچونکہ حضرت رب الارباب جناب احادیث آب کو نقش امن اور بقا و ناپسند ہے۔ امداد مقدر تھا کہ رب الملکین کی پیشگاہ عالی سے شکر اشرار کی سر کوئی کا خاص حکماہ ایک موعد شہزادہ امن یا آسمانی سپہ سالار کے سپرد ہو اور وہ شیطان کی باغی جمیعت و ذریبت کو مغلوب ہو تو کر کے اُن کی بشارتوں سے خدا کے پاکیا زکوٰنخصی دے۔

وہ میشل انبیا ہوتا ہے | لیکن جب ایسے شخص دنیا کی اصلاح اور تابیریکی کے فرنندوں کی گوشائی کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ تو شیطان کے کیپ میں ایک کعلبیل بیج جاتی ہے اور کم ہفتی سے دوست کو دشمن خیال کر لینے کی غلطی کا ارتکاب ہوتا ہے۔ مثلًا کسی وقت دنیا پنی ارتقائی رفتار سے ترنی کرنے کرتے ایسی حالت میں پہنچے۔ کہ مسیح علیہ السلام کی نرم قیمت میں مصلحت وقت کے تقاضا سے ترمیم یا ایزاادی کی ضرورت لاحق ہو تو خیال کیا جائیگا۔ کہ ایسی تعلیم کا وعظا کرنے والا دجال اور سیچ کا دشمن ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں بلکہ ایسا شخص تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں بزرگ ایک آر کے ہوتا ہے۔ اور اُس سے دہی کام لیا جاتا ہے۔ جس کے لئے موسیٰؑ مسیح اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و قوع میں آئی تھی۔ وہ سلسلہ انبیاء کی زنجیر کا ایک جزو اور امام آنہی کے چشمہ سے جاری شدہ ندی کے پانی کی مانند ہوتا ہے۔ چونکہ قانون نظرت کی دھنات غیر میدن

اور غیر متغیر ہیں۔ لہذا بعد میں آئنے والا العام اپنی نوعیت میں نرالا ہونے کی بجائے سابقہ المآلات سے حافظت رکھتا۔ اور مفہوم من اللہ انبیاء کے ساتھیں کا مشیل ہوتا ہے ۷
دنیا مخالفت کرنی تھے | تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمانی لوگوں کی آمد پر زمینی انسانوں کو ان کے شناخت کرنے میں ہمیشہ نظری بگتی رہی ہے جس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ دنیا شیاطین کے زیر اثر ہو کر آسمانی حکومت سے بغاوت کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اور جب کوئی آسمانی عامل پر دادن حکومت لے کر آتا ہے۔ اور اپنی سر کار کے حکم و صریح احکام سناتا ہے۔ تو باوجود اس صراحت و توضیح کے بگڑی ہوئی دنیا اُس مرسل من اللہ کو مجنون و مطہری اور سہی خیال کرتی ہے۔ آہ۔ اُس پیار کر کریو اے ہاتھ کو کاشنے کی کوشش کی جاتی اور آسمانی پیغام سنانے کا صلہ مخالفت اور ایذا دہی کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ مگر آخر فرشتے اُس کی نصرت کو آتے اور ایک نایک دن تاریکی کے بادولوں کو کاٹ کر راستی کا سورج پرہ دنیا کو دکھلتے ہیں ۸

مخالفت کی وجہ جہالت ہے | یہاں پر اگر کوئی شخص متبع ہو کر پوچھے۔ کہ ایس اپسے محسن اور بھی نواہ کی بھی مخالفت کی جاسکتی ہے؟ تو یہیں کہوں گا۔ کہ اس مخالفت کی وجہ نافالی اور ناقصی ہے۔ اور چنانچہ آپ فرض کر لیں۔ کہ اگر آرج کوئی شخص البرٹ ہال میں پیکھو دیتا ہو اکہ دے۔ کہ میں نے یو ہتافتیکی کی کرامات مندرجہ کتاب مکاشفات کا پہنی فات میں مشاہدہ کیا ہے۔ تو آئیے سے خطیب پر فرواج ہمجنون ہونے کا فتویٰ صادر کیا جائیگا اور اسے اپنے دملغ کا علاج کرنے کا مشورہ دیا جائیگا۔ اور کوئی تحقیقات نہ ہوگی کہ آیا اُس کا بیان صحیح ہے یا غلط۔ اس جلد بازی اور حق کی تلاش سے لاپرواہی کا باعث یہ ہے۔ کہ دہریت اور مادیت نے دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اور وہ خداوند تعالیٰ کی لامحدود طاقتیوں سے ناواقف ہونے کے باعث یہ نہیں جانتے۔

کہ وہ اپنے قوانین کو معطل۔ مبدل یا حالات کے موافق کر سکتا ہے اور **شہزادہ امن کے اوصاف** | اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے۔ العام سے مستفیض کر کے مخالفت عالموں کی خوبیوں اور کرنے سے آنکھی بخشتا ہے۔ اور اُس کو

غیب کے ان امور سے مطلع کرتا ہے جن کی اُس عالم الغیب کی وساحت کے بغیر کسی نفس کو قطعاً اطلاع نہیں ہو سکتی۔ اور اس طرح وہ اسلام خداشیطان کے نکاید و جیل کو تور نے اُس کی بڑھی ہوئی افواج کو شکست دے کر امن و امان بجال کرنے کے لئے بوقتِ ضرورت ایک شہزادہ امن نامور کر کے اسلام کی نصرت کرتا رہتا ہے۔ پس اسے سلم اتوخوش ہے۔ کہ تیرا مذہب سراسر اسن ہے ۔ ۰

قرآن و کفارہ

لندن میں عیدِ الحجہ | مسلمانان مقیم لندن نے گذشتہ عیدِ الحجہ کی نمازِ گلکشیں الیں ادا کی۔ اور انگریز۔ مژک۔ ایرانی۔ مصری۔ ہندی۔ نیزو۔ گیر بلاڈ کے پر اور ان اسلام عجیٰ تعداد میں شریک نماز ہوئے۔ یہ جمیع اگرچہ ایسے لوگوں پر مشتمل تھا۔ جو مختلف دیار و مصاکن کے باشندے اور خط و خال و بول چال میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے تھے لیکن ان سب کا خدا تعالیٰ کے حضر ایک صفت میں ایک ہی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا تباہ رہا تھا۔ کہ کوئی بہت مضبوط رشتہ ہے۔ جو ان سب کو باہم پیوست کئے ہے اور کوئی عظیم الشان طاقت ہے۔ جو زنگ و قیمت کے نظر قوت کو مٹا کر اخوت و پیغمبرت و محبت کے نقوش الواح قلب پر کندہ کر رہی ہے۔ غرضیکہ یہ جمیع اسلام کی علیت کا ایک نشان اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک ثبوت تھا ۰

نمازیوں میں آنر بیل مرزا عیاس علی بیگ ممبر انڈیا کو نسل اور نو عمر لوزا صاحب بہا ولپور معدہ اپنے انتالیق و مصا جین موجود تھے۔ نماز سے فاسع ہو چکنے کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب ایڈیسیلم انڈیا داسلام ک ریویو نے مصنفوں مندرجہ عنوان پر مفصلہ ذیل خطبہ پڑھا۔ اور مسٹر محمد علی ایڈیٹر کا مریڈ دستر فخر علی فان ایڈیٹر زیندا نے بھی تقریریں کیں ۰

خطبہ عید الاضحی

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فِي الْحَمْدِ

وَمَنْ يُعْظِمْ سَعَادَتَ اللَّهِ فَإِنَّهَا } اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی تعلیم کرتا
ہے { تَهْوَى اُنْقَلُوبَاه } ہے پس یہیں دوہ آیا کام ہوتا ہی جو دونکے تھوڑی ہوئی
وَلِكُلِّ أَمْةٍ جَعَلْنَا مَسْكَانًا اور ایک امت کیلئے ہم نے عبادت کا طریقہ مقرر کیا ہے
لَيَدِنْ حَكْرُوا اسَمَّ اللَّهِ عَلَى مَا ذَفَّهُمْ مِنْ بَهِيمَةٍ
جو ہم نے ان کو دیئے۔ پس تمہارا سعبہ دایک ہی اللہ
تعالیٰ ہے۔ سو اُسی کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور علی ہی
کرنے والوں کو نوشخبری دے۔ وہ لوگ جیسے اللہ
تعالیٰ کا نام پڑھا جاتا ہے۔ تو ان کے دل کا بُنْ شفَّت
ہیں۔ اور صبر کرنے والے ہیں اُن تکلیفوں پر جو ان
کو پختی ہیں اور انہا زکو قائم کرتے ہیں اور نصرچ کرتے
ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے

وَالْبُدُونَ جَعَلْنَا هَالَّكَمْ
نشانات ان میں تمہارے نے بتڑی ہے۔ پس پڑھو اللہ
شَعَّابِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَإِذْ
کَرُوا اسَمَّ اللَّهِ عَلَيْهَا اسْتَوْافُ
فَإِذَا دَجَّبْتُ جُنُونُهَا فَكُلُّوا
کھلاؤ میں کو جو کسی سے سوال نہ کرے۔ اور اُس سے اور
مُنْهَا وَأَلْهَمُوا الْقَانِعَ ق
المعترض کے لیے اسی نے ہم نے ان کو تمہارا فرمانبردار کر
نہا کم لَعْلَكُمْ لَتَشْكُرُونَ و
دیتا کہ تم شکر گذا رہو گوں ہے

لَنْ يَنَالُ اللَّهُ مَحْمَادُهَا لَا
يَمْأُلُهَا وَلِكُنْ يَسَالُهُ التَّقْوَىٰ
مِنْكُمْ هُوَ كَذِيلُ الْمُخْرَجِ هَذَا لَكُمْ
لِتَكْبِرُوَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا هَذِهِ كَبِيرٌ
وَلَيَقُولُ الْعَشَّيْنُينَ هُوَ إِنَّ اللَّهَ
مِنَ الدَّافِعِ عَنِ الظَّالِمِينَ أَمْ تَوَلَّ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ أَخْيَرٍ
خَوَانِيْنَ كَفُورَةٌ خِيَانَتُكَرَےٰ سے مُجْتَہ نہیں کرتا ہے
قریبی کی تاریخ **آخِدَةِ تَعَالَیٰ** کی آخری کتاب نے ان آیات میں مسئلہ قربانی پر
روشنی ڈالی ہے۔ اور قربانی کا مسئلہ وہ اہم اور عظیم الشان شعار ہے۔ کہ جس کا وجود
ہر ہمک اور ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ اور جس نے انسان کے ساتھ ساتھ پہنچنے اور اپنے ارتقا کی
منازل طے کی ہیں۔ انسانی قلب میں ہمیشہ سے یہ خیال جاگزین رہا ہے۔ کہ قربانی کے
ذریعہ سے بیلیات کا اندھلائی اور فقصانات سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اور اسی لئے انسان قیم
الایام سے اپنے خدا یا خداوں کو خوش کرنے کے لئے قربانی کرتا رہا ہے۔ اور آدم کی
اولاد ابتدائے آفرینش سے اس طریقہ پر غیر متزلزل ایمان رکھتی چلی آتی ہے۔ کہ اعمال
بdest سے آسمانی حکومت خطا ہوتی ہے۔ اور اس خٹکی کو رفع کرنے کا بہترین علاج قربانی ہے
قربانی کا غلط معنوں **مگر اس عقیدہ کے معنوں کو بجا ڈکر قربانی کے غلط معنی لے لئے**
گئے۔ اور گمان کیا گیا کہ آسمانی خٹکی جو انسانی بد اعلانی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جائزوں کے
فعیل کرنے سے رفع ہو جاتی ہے۔ یہ بگڑا ہوا طریقہ ترقی پر کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گیا کہ
یہ یوادہ کی ناس اشگری و درکرنے کے لئے سوچتی قربانی کی رسم وضع کی گئی۔ اور خیال کیا
جائے لگا۔ کہ آسمان و زمین کا خدا سوچتی قربانی کے تھوین دھویں سے خوش ہوتا ہے
قربانی کے اس غلط معنوں اور بگڑے ہوئے رواج کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ حقیقتی سچائی لوگوں
کی نظرؤں سے اوچبل اور یاد سے فرا موش ہو گئی۔ اور آخرش ایک قوم کو نہ صرف

شریعت موسوی کی صحیح تعذیم سے روگردانی مکر کے احکام الٰہی کو پس پشت ڈالنے کا بخوبی
بننا پڑا۔ بلکہ ان کی نیز مستحسن مثال دوسری قوموں کے لئے بھی ٹھوکر کا موجب ہوئی ہے
قریبانی کی جگہ کفارہ چنانچہ قربانی کی جگہ کفارہ کا مستلزم اختراع کیا گیا اور گناہ سے بجات پانے
سبعد و نکور اصنی گرنے کیلئے خلائق رکوٹ کا توسط ناگزیر سمجھا گیا۔ واضح رہے کہ ایک زمانہ
میں یہ خیال ایسا ہر دل عزیز اور عام پسند ہو گیا تھا کہ ہر گناہ کے لئے ایک خاص جائز
کی قربانی مناسب سمجھی جاتی تھی معمولی گناہوں کے لئے تو چھوٹے ٹھوٹے جائزوں
کی بھینٹ کافی خیال کی جاتی۔ لیکن بڑے گناہوں کے عوض جب تک کسی پڑھے جائز
کا بلیدان نہ کیا جاتا۔ اُس وقت تک دیوتاؤں کے خوش ہونے کی توقع نہ ہوتی۔ آخر اس
عقیدہ نے عمل ارتقائ کے ذریعہ ترقی شروع کی۔ اور فتح رفتہ نوبت بایجا رسید کہ انسان کی
قربانی کو بھی جانے قرار دیدیا گیا۔ کیونکہ کسی فرد و اصل کے گناہ صغیر و بکیر کے لئے چھوٹا یا بڑا جائز
کافی ہو سکتا تھا۔ لیکن جب کل قوم کوہی بجات دلاتا مقصود ہو تو پھر اشرف المخلوقات وجود
سے بزرگراہ کوئی جائز زیادہ موزوں نہ ہو سکتا تھا۔ اس خیال سے قدمیں ہندوؤں یونانیوں
اور دیوبیوں نے پہنچنے والے وقム کی بجات کے لئے انسانی قربانی یا نرمیدہ کو رواج دیا یا
موہقہ شناسی جس وقت انسانی خیالات کی یہ حالت تھی۔ اور کفارہ والانی قربانی کا روج
عام پسند اور عالمگیر ہو رہا تھا۔ اُس وقت موجودہ سیحت کا وجود عدم سے ہستی میں آیا۔ اور جب
پلوس صاحب نے ملاحظہ کیا کہ سوچ سیح نے احکام اور تعلیم بنت پرست یورپ کی نظرتوں
میں تقابل تسلیم و تقویت نہیں تھیں سکتی تب اُس نے کفارہ کے عقیدہ سے فایدہ اوہٹانا چاہا
اوہ فیصل کیا کہ جو عقیدہ یورپ کو معلوم اور اہالیان یورپ کا جزو مہب ہے۔ وہی ان پر
اڑاؤں سکتا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے یورپ کو عیسائی بنایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اُس
نے تعلیم دی۔ کہ

مسیحت کی تعلیم چونکہ آدم گھنگھار تھا۔ اُس نے گناہ بنی نوع انسان نے درستہ
میں بیا ہے۔ پس آدم کی تمام نسل سے گناہ دور کرنے اور خداوند خدا کی نا ارضگی
رفع کرنے کے لئے کسی اور بہت بڑی قربانی کی ضرورت تھی۔ اب اس قربانی کے

لئے دنیا کا کوئی ایک جیوان تو کیا کل عالم جیوانات بھی غیرموزون دنا مناسب تھا یہ تو
گناہ بھی تو کسی فرد و احمد یا قوم کا نہ تھا۔ بلکہ کل نسل آدم کی ہلاکت یا خانست کا سوال تھا۔
لہذا حیم و کریم خدا نے نسل آدم سے محبت کا انہما کیا۔ اور ان کے بچاؤ و نجات کی خاطر
اوپنی خلیل رفع کرنے کے لئے اپنی ذات کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ یعنی پختے
اکلوتے بیٹے کو گناہ کی مزدوری ادا کرنے کے لئے بھیجا۔ اور اس طرح جس قدر عظیم
گناہ تھا۔ اسی قدر عظیم الشان قربانی وقوع میں آئی ہے ۱

جب یہ عقیدہ بُرت پرست یورپ کے سامنے رکھا گیا۔ اور پوری احتیاط کے ساتھ
ان کے سامنے وہی کچھ پیش کیا گیا جو ان کے عقاید میں پہلے سے موجود تھا۔ تو مغربی
دنیا نے جو حق درجت اُس مسیحت کا حلقة گوش ہونا متربع کر دیا۔ اور ایسا کرنا ان کے
لئے کسی طرح دُشوار بھی نہ تھا۔ یوں تک نئے مذہب میں جو کچھ تعلیم دی گئی تھی۔ اُسے وہ پہلے
سے مانتے تھے۔ اب صرف بعض انساء کا تغیر و قوع میں آتا تھا۔ اور بس ۲

یونانیوں اور رومیوں کے عقاید | قدیم یونان اور روم کے باشندے اس
بات کے قابل تھے۔ کہ خداوند خدا تعالیٰ انسان میں حلول کر کے انسانی کاروبار
میں حصہ لیتا ہے۔ ان کا ایمان تھا۔ کہ قربانی کفارہ کا کام دیتی ہے۔ اور رخون و گلوشت
کے ذریعہ دیوتاؤں کا نوش ہونا ان کا ہر دلعزیز اور پسندیدہ عقیدہ تھا۔ ان کے دیوتا
نسل اور زیوس سنتے۔ جو کہ اب پڑائے ہو جانے کے باعث کچھ زیادہ مرغوب بیع اور
باعش کشش نہ تھے۔ اور ان کی بھگہ کسی نئے دیوتا کی تلاش تھی۔ اس نے انہوں
نے جب یسوع مسیح کا نام سنًا۔ تو زیوس کی بجائے اس نے دیوتا کے نام کو تینج دی۔
اور یہ طیب خاطر زیوس کی بھگہ یسوع کو تسلیم کر لیا۔ اور اس طرح اُس مذہب کی بنیاد لکھی
گئی۔ جو بجا لاذماً مسیحت کھلتا تھا۔ لیکن بجا طبق عقاید ان رومیوں و یونانیوں کا دین ہے۔
جو آج سے ۳۰۰۰ اسال قبل یورپ میں آباد تھے۔ اور کفارہ کا عقیدہ ان کا جزو

مذہب ہے ۳

ناتمام تعلیم | جب میں کفارہ کے مسئلہ مسیحت سے اُس کے تعلق اور اس مذہب

میں اس کی اہمیت بلکہ بنیادی اصول ہونے پر غور کرتا ہوں۔ قبیلے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ انہوں تربانی کی اصل حقیقت سے نا آشنا ہونے کے باعث کس قدر بڑی غلطی کا اتنا کتاب کیا گیا ہے۔ ادھر کسی کمزور ٹینسیا دوں پر مذہب کی ویوار اٹھائی گئی ہے +

ابی قربانیاں تو ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ ہم مسلمان بھی قربانی کے قابل اور قربانیاں کرتے ہیں۔ اور آج ہمارا قربانیاں کرنے کا دن ہے۔ یہ کہنے کیسا بھروسہ اور قابل فخرت خیال ہے۔ کہ حسین و کریم خدا صرف "خون اور گوشت" سے ہی خوش ہوتا ہے مقام حیرت و استغابہ ہے۔ کہ یہ صندین کیوں نکر جمع کر لی گئیں۔ خدا یہم بھی اور پھر خون و گوشت، سے خوش بھی۔ پھر نظر یہ ہے کہ اگر کفار کے مسئلہ پر دلائل پوچھے جائیں۔ تو کوئی کافی و شافی جواب بھی نہیں دیا جاتا۔ اور ویا بھی کہاں سے جائے؟ کیوں نکہ عمدہ حقیقت اور عجمہ جدید کی تباہی میں نہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے نہ قربانی کی اصل حقیقت کا انعام کیا گیا ہے۔ میرا لقین ہے۔ کہ حضرت مسیح نے قربانی کی اصل حقیقت کا انعام کرنا چاہا تھا۔ مگر جو لوگ ان کے گرد و پیش تھے۔ ان کی قابلیت ذہنی اس قدر اوتھی تھی۔ کہ وہ باریک مازوں کو سمجھنے کے اہل نہ تھے۔ لہذا حضرت ابن مریم علیہ السلام نے اس مسئلہ کو بھی اور بہت سی باتوں کی طرح سچائی کی روح، کی آمیز چورڑا اور اس امر کو خود سمجھی بھی تعلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو نامشام چھوڑا تھا۔ اور کسی پوری کرنے کے لئے سچائی کی روح کا وعدہ دلایا تھا جو سچی تلقاوے کے بوجب روح القدس کے نام سے موسم اور بکوتکی شکل میں سچ کے شاگردوں پر امتنی اور حضرت کی تعلیم کو مکمل کیا ہے

سچائی کی روح | یہ کہنے کی خیال فلسفہ ہے اور محض قیاس سے بڑھ کر کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ یہ نہ کہ اور باتیں جیوڑا کر اگر صرف مسئلہ قربانی پر توجہ کی جائے۔ تو جو کچھ حضرت مسیح کی تعلیم مفروضہ مکمل شکل میں ڈنیا کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ اس ہیں یہ مسئلہ جوں کا توں نام تمام چھوڑا گیا ہے۔ البتہ حضرت مسیح کی پیشگوئی مندرجہ انجیل یو خاصاً ایک

اور جگہ پسے پوئے جلال سے پوری ہوئی۔ اور آپ کی ناتمام باتوں کو مکمل کیا گیا۔ چنانچہ نبخلہ اُس کے مسئلہ قربانی بھی ہے ہاں وہ پیشیگوئی کہاں اور کس وجود میں پوری ہوئی؟ اور وہ سچائی کی وجہ کہاں نہوار ہوئی؟ اس کو جواب بہت سے خدا ترس سمجھی لوگوں نے دیا۔ اور بہت سے دن گے اور ایک دن خوب خود بول اٹھیں گے کہ وہ ”سچائی کی وجہ“ قارآن کی چیزی پر اُتری۔ اور معمونی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وخلفاً یہ کے وجود باوجود میں ظاہر ہوئی۔ اُس مسیح کی ناتمام تعلیم کو قرآن کی پاک تعلیم نے مکمل کیا۔ چنانچہ فرمایا۔

جاء الحق وزهق الباطل ات الباطل سکان زهوقاہ

حق آگیا باطل بھاگ گیا تحقیق باطل بھاگنے کے بی تابل تقا۔

قرآن اور قربانی | قرآن کریم نے جس طرح دوسرے ناکمل ذمہ بی مسایل کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشیگوئی کے مطابق درچینگیل تک پہنچایا ہے۔ اسی طرح قربانی کے مسئلہ کی اصل کیفیت اور قربانی کی اصل غرض پر بھی کافی روشنی ڈالی ہے۔ اور اس صراحت صاف صاف انہار کر دیا گیا ہے۔ کونون اور گوشت اے اصل قربانی مراد نہیں اور تھی ان چیزوں سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو تو صرف دلوں کی پاکیزگی اور تقویٰ ہی پسند ہے۔ چنانچہ خداۓ ذد الجلال فرماتے ہیں۔

لَن يَنْأَى اللَّهُ حَوْلَهُ وَلَا رَأْمَأْهُ وَلَا كَيْنَ مِنَ الْمُتَقْوِيْ مِنْ عَمَّ

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا حون اور گوشت نہیں پہنچا بلکہ ہاں تک متہارے تقویٰ ہی کی رسانی ہے۔

اب اس آیت مجید اور مذکورہ بالا آیات میں سے سب سے پہلی آیت میں صراحتاً اللہ تعالیٰ نے قربانی کی اصل غرض بتلا دی ہے۔ بھلا ایک مسلمان جس کے سامنے ایسی مکمل اور مدلل قیلیم ہو۔ کتو تکمیل گوشت، کو فریبہ بجا تے بھوکتا ہے۔ اور کیوں کہ شریعت کے اصل معنوم کو نظر انداز کر کے وانہ کی بجائے چھکلے سے محبت کر سکتا ہے۔ قرآن پر ایمان لانے والا جانتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے ہاں

سرفت تقویٰ اور پرہیزگاری کی رسائی ہے۔ اور قربانیوں کے ذریعہ سے مومنوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور یہی قرآن کریم کی کامل تعلیم کا نشانخواہ تقویٰ کیا ہے [چونکہ آج وقت تقویٰ ہے۔ اس لئے میں تفصیل سے یہ شیس بتا سکتا ہم مسلم اندیشیا کے آینہ میں انشاء اللہ اس پر بھی لکھتا جائیگا۔ کہ قربانی سے کس طرح تقویٰ اور پرہیزگاری ملکی بھکتی ہے میں صرف یہ بتاؤں گا۔ کہ تقویٰ کیا ہے اور اس سے کون سے اغراض و مقاصد و ابستہ ہیں؟ یا اور کتو؟ کہ تقویٰ کی انتہائی غرض ذات باری کا قرب اور اسی میں محیت ہے پس جو شخص تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کا تمنی ہو۔ اُسے لامم ہے۔ کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے اسی کو اپنا شب العین الورطی نظر فرار دے ۴

عالمگیر اصول قربانی [نظرت انسان اس امر کی مقاضی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ تنقی کی طرف صعود کرے۔ ارتقا کی خواہش تمام مخلوق کے خمیر میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور ہر چیز ادنیٰ سے اعلیٰ منزل کی طرف بلند ہو رہی ہے۔ اب انسان جو کل مخلوق سے بالا تر ہے۔ وہ کس روحاںی بلندی کی طرف ترقی کرے؟ اس سے بلند تر کون ہے؟ وہ ذات حضرت اصیلت آب ہے۔ پس یہ ہماری فلسفی خواہش ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی ذات میں محیت اور اس کا قرب تلاش کریں۔ ہم ہر روز صشاہدہ کرتے ہیں کہ افی اشیا، اعلیٰ پر قربان ہوتی ہیں۔ اور اپنی ہستی مٹا کر اعلیٰ ہستی میں جذب ہو جاتی ہیں اور اس طرح ارتقا کا ایک عالمگیر اصول پیش کر کے ہمیں سکھاتی ہیں۔ کہ بلند ہونے اور بامتنقی پر پہنچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے خودی کو مٹا دیا جائے

میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ آیا مٹی کے ذرات بیانات میں تبدیل ہوتے وقت اپنی ہستی قلیل رکھتے ہیں، اور کیا گھاس کا شحاذانا عالم حیوانات میں صعود کرنے کے لئے گائے کے دانتوں سے ذبح ہو کر اُس کے پیٹ میں نہیں جاتا؛ پھر اس عمل سے کیا ہے اپنی ہستی نہیں مٹا دیتا؛ اسی طرح جب ایک حیوان کا گوشت ہماری ورک

بن کر ہمارے جسم کا جزو ہو جاتا ہے۔ تو کیا اُس حیوان کو انسان بننے کے لئے اپنے اوپر ایک قسم کی موت نہیں وارد کرنی پڑتی؟ بس اسی میں مسئلہ قربانی کے راز پھر ہیں۔ اور یہی ایک قربانی کا عالمگیر اصول ہے ۷

قرب آلنی | اب یہ اصول ہمیں بتاتا ہے۔ کہ ادنیٰ کو اعلیٰ بننے کے لئے ایک قربانی

کی ضرورت ہے۔ اور بنا تات ہم خواہ حیوانات ہوں۔ ہر ایک کو اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کے لئے ہستی فنا کرنی پڑتی ہے۔ اور جب تک کوئی اس عمل کے تنقیح نہ آئے اُسے اپنے سے اعلیٰ ہستی کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔ اب اس سے صاف طور پر یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ہماری قربانی کی علت غایی قرب آلنی ہونا چاہئے۔ واضح رہے کہ مختلف قوموں نے اس عمل کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ کوئی زرداں کہتا ہے۔ کوئی بیدان نام رکھتا ہے۔ کوئی نذر کے نام سے پکارتا ہے۔ لیکن عربی لفظ قربانی بہ سے بڑھ کر جامع اور اصل مفہوم وغرض کا کامل انہمار اپنے اندر رکھتا ہے۔ قربانی کی انتہائی غرض قرب آلنی ہے۔ اور قربانی کا مادہ بھی قرب ہی ہے۔ جس کے معنی نزدیک پہنچنے کے ہیں۔ پس یہ لفظ ہی اس امر کا انہما رکرتا ہے۔ کہ قربانی سے رضا و قرب آلنی حاصل کرنا مقصود ہے ۸

کامل اطاعت | آیات مول بالا میں خداوند کریم نے قربانی کے ذریعہ قرب

آلنی کے حصول کا ذکر کرتے ہوئے کامل اطاعت اور فرمابند داری کا ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہے:-

وَإِن كُلَّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَسْكَلَ لِيَدِكُرُّوا سَمَّ اللَّهِ . . . آسِلِمُوا وَلَيَتَرَأَمْلَحَتِينَ. اس آیت مجید کا یہ مشارک معلوم ہوتا ہے۔ کہ اول تو قربانیاں کر کے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جائے۔ اور دویم اس طرح یہ سبق بھی حاصل کیا جائے۔ کہ قربانی کی غرض کامل اطاعت ہے اور جس طرح حیوان انسان کی کامل اطاعت کر کے اپنی ہستی فنا کرتے اور انسان کا جزو بد ن ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر جھکا دے۔ اور کامل اطاعت

کر کے اس کا قرب حاصل کر لے۔ اس ارشادِ بیانی کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے کہ اس مصنون کو دوسرا آیت میں ادا کیا ہے۔ اور فرمایا ہے: **فاذکرو اسم اللہ .. . بکذالک يعذرہ الکم لنتکبر و اللہ علی ما ہدیکو** یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے جیوانوں کو تھا رامیٹھ کیا ہے۔ اسی طرح تم بھی اس ذات کی صفات کے مطیع ہو جاؤ چہ دیکھو وہ کامل الہام است اور اپنی ہستی کے ناکر دینے سے تھماری بڑائی گرتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اپنے مولا کی کامل فرمابندی کر کے اس کا ذکر کرو۔ پھر یاد رکھو کہ وہ تھمارے گناہ و درگردیگا۔ اور اپنے فضل سے تھماری دھنگی کرے گا ۷

ہم کس طرح نجح سکتے ہیں؟ کہا جاتا ہے کہ خداوند کے غنیب سے پنکے کے لئے خون اور گوشت کا قوسط و قوسل درکار ہے۔ اور گناہ کے بذاتِ نجاح سے محفوظ رہنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ لیکن میں کہوں گا۔ کہ میرے نزدیک توسرے سے یہ خیال ہی نہایت قابل نفرت ہے۔ اور رحمٰن و رحیم خدا کی جو صفات شریعت اسلام میں مذکور ہیں۔ ان کے متنابن بلکہ اسلامی نقطۂ خیال سے خداۓ قدوس و حسیم کی ہنگ اور کلکھ کفر ہے۔ یہ عقیدہ صرف جہلا اور ادھام پرست اقوام کے لئے موجود ہو سکتا ہے۔ اور کوئی ذیشور انسان ہرگز یہ خیال تک میں نہیں لاسکتا کہ رحیم و کیم خدا خون و گوشت کا بھوکا ہے ۷

ہمارا مشاہدہ ہیں بتاتا ہے کہ ایک جیوان اپنے تینیں نتا کر کے عزت و نجات حاصل کرتا یعنی ہماری خوارک بن کر ہمارے جسم کا ایک حصہ ہو جاتا۔ اور اس طرح آن تمام خطرات سے مامون و محفوظ رہتا ہے۔ جو دنیا میں ایک ادنیٰ جیوان کے لئے مقدور ہیں۔ ایک بھی جب قرآن ہو کر انسان کا جزو بدین بن جاتی ہے۔ تو وہ بھی طبیعی کے خوف سے نجات پاتی اور زیادہ مصنون و محفوظ زندگی بس کرتی ہے۔ پس خطرات سے محفوظ رہنے اور نجات یافتہ ہونے کا ذریعہ اپنی ہستی کو مٹانا اور فنا فی اللہ ہو کر خودی کو قرآن کر دیتا ہے ۷

فنا فی اللہ سے کیا مراد ہے عارف بدھنے جب زوان کی تعلیم دی تھی۔ تو یقیناً ان کا مفہوم اس فنا سے یہی تھا۔ کہ اپنی ہستی کو منکر کریں اور ذات میں داخل ہو جائیں اور اس طرح وکھے نجات پائیں۔ یہی زوان حیثیتی قربانی اور فنا فی اللہ ہے۔

یہیں ابھی کہ چکا ہوں۔ کہ عالم بنا تات کے ارکین قربانی کے عمل سے عالم حیوانات میں داخل ہوتے اور عالم حیوانات کے ادنیٰ انقوس اس عمل کی بدولت انسانی قالب میں مبدل ہو کر ان خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ جو ہر ایک عالم اور انفرادی شے کی اپنی ذات سے مخصوص ہیں۔ بھلا جب ادنیٰ انخلوں کی یہ حالت ہو۔ تو کیوں انسان بھی اسی طریقے سے اپنے مخصوص خطرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا؟ اور کیوں وہ ترقی کر کے ایک آسمانی وجود نہیں بن سکتا ہے۔ یقیناً آدم کا بیٹا بھی اسی طرز عمل پر ہے اور کوئی ہر ہستم کی بدیوں اور خطرات سے مخلصی حاصل کر سکتا ہے۔ اور بالآخر آسمانی باوشاہت کی اُن حدود میں داخل ہو جاتا ہے۔ جہاں بدی کے باڈشاہ کا شکر دانلہ کی اجازت حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ مقام ہے جو بہت ہی بلند و ارتفاع ہے۔ اور نہیں پہنچ سکتا ہوں کہ اُس کی چھپت پر چڑھنے کا ذریعہ صرف ایک معراج قربانی ہے۔ اور اگر ہم خوش فہمی سے اس بام رفت پر چڑھ جائیں۔ تو پھر خدا تعالیٰ کی مجبت کے جذبات ہمارے دلوں میں جوش زن ہو کر نور عرفان پیدا کر دیں گے۔ اور تاریکی کے سیاہ رو پر دلوں کو اُنھا کر اندر چھپ کر گواجا لے کر دکھائیں گے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے انعامات سے بھرہ در ہو کر اس حالت بہت لذت بخی جائے۔ تو پھر وہ خدا کا پیبا اور خدا کا بیٹا کہ ملا سکتا ہے۔ اس حالت میں اس کا ہامہ نہ کالا ہاتھ اُس کی آنکھ خدا کی آنکھ اور اُس کا پاؤں خدا کا پاؤں ہو جاتا ہے۔ اُسی کے متعلق حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تخلقو بآخلاف اللہ، یعنی تم اپنے اخلاق وہ بناؤ جو اللہ کے اخلاق ہیں۔ پس وہ جو اپنے اخلاق کو خدا کے سے اخلاق بنانے اور اپنی خواہشات نفسانی کو منسائے مولائے سامنے قربان کر دیتے ہیں۔ وہ مقام فنا فی اللہ میں ہیں ۶

قربانی کا انعام ۷ لوگ اپنے آپ کو اسہد تعالیٰ کی ذات میں فنا کر کے دوئی

کو مٹا کر ایک بیس ایک ہوتے ہیں اور پھر ان سے وہ خارق عادت انور سرزد ہوتے ہیں۔ جو خود حضرت باری سجائنا تھا ان کے صفات مخصوص ہیں۔ مثلاً جلال و تجھید صرف اسی ذات واحد کے ثابتان شان ہے لیکن جو شخص اپنے نفس کے فریب ہے کو رفتائے آئی کے منع پر قربان کرتا ہے۔ وہ بھی اوصاف نمکورہ سے حصہ لیتا اور اپنے ہم جنسوں میں قابل پرستش و شناقارہ دیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح جو شخص پہنچتی کو مٹا کر تمام ہستیوں کے ہست کرنے والی ذات میں مجھ ہو جاتا ہے۔ وہ خدا کے اوصاف سے بہرہ درہوتا اور کسی عام انسانوں کی طاقت و علم سے بالاتر امور کر سکنے کا اہل ہوتا ہے۔ ایسے وجودوں کو یعنی اوقات جہالت اور کرم فی سے خدا سمجھ لیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام اور سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مثالیں ہمارے اس خیال کی مصدقہ ہیں۔ حضرت مسیح کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے صلیب پر کر کر اپنے خون اور گوشت سے بُنی لمع انسان کے گناہوں کی مزدوری ادا کی اور اسی طرح حضرت امام حسین کی نسبت ایک مدد و طبقہ کا خیال ہے۔ کہ ان کی شہادت انت خیز الورثی کی بخشش کا باعث ہوتی ہے۔ میں یہاں ان خیالات کی صحت یا عدم صحت پر بحث نہیں کر دیں گا۔ مجھے تو صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ ان پاک نفوس نے خدا کے لاستے میں اپنے تیس قربان کیا۔ اور خدائی اوصاف سے متصف کئے گئے۔ اور اگر اسلام کی تعلیم صاف اور شرک سے کھلی کھلی بیزار کرنے والی نہ ہوتی یا اگر محمد رسول اللہ کے ساتھ یہ دعا کا لفظ نہ ہوتا۔ تو یقیناً سہ کار عرب کو بھی عرش رب العالمین پر بجا دیا جاتا۔ کیونکہ آپ سے بڑھ کر نہ کسی نے قربانی کی۔ اور نہ کر سکتا ہے۔

قربانی کی چند مثالیں میں نے کہا ہے اور کر رکھتا ہوں۔ کہ قربانی انعامات کا سرچشمہ ہے۔ قربانی سے بڑھ کر انسان میں کوئی اور وصف نہیں۔ جو اُسے اپنے تھنوں میں ممتاز بناسکے۔ دیکھئے ستر محمد علی۔ سید وزیر حسن اور ستر طفر علی خان یہاں موجود ہیں۔ یہ لوگ خدا کی مخلوق ہیں صرف ایک ذرہ پے مقدار کی سی حیثیت رکھتے ہیں تاہم

اُن کے ہم قوم ان پر فدا ہیں۔ اور حد سے بڑھ کر ان کی عزت کرتے ہیں۔ اُن کے قلب کا حال تو اللہ کو معلوم ہے۔ لیکن ظاہری حالات پر نظر کرنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کی خاطر اپنے وقت آرام اور رہ پیش کو قربان کیا ہے۔ اور اسی لئے یہ اپنی قوم کے محبوب اور مطلوب ہیں۔ اور اگر خدا خواستہ یہ لوگ خود غرض ہیں۔ یا فاتح مقاصد داعرا من لے کر ہندستان آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ غیرہ ہے۔ اور وہ ضرور ان کی پردہ دری کر سکتا۔ اور اُن کو اپنے مقامِ حمد کی تحصیل میں نا مراد کیسکا۔ ہاں میں تھے حضرت مسیح علیہ السلام اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی مثالیں پیش کی ہیں۔ مغل الذکر نے صلیب پر اور مخراز الذکر نے صحرائے کریلا میں نفس کی قربانی کا عملی وعظ کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحیح جو پیدا ایش کی رو سے کوئی عظیم اثاثان انسان نہ تھے۔ اپنی قربانی کی وجہ سے دین اللہ ہو گئے۔ اور یہی حال حضرت امام کا ہوا۔ اسی طرح بدھ، رام، چند اور کرشن اپنے نفس کی قربانیوں کے طفیل یوسع مسیح کی طرح مخلوق خدا کی آنکھیں قابل پرستش و عبادت پھیرائے گئے ہے۔

گواں میں کلام نہیں کہ ان کی پرستش ان کے مشاہکے خلاف ہے۔ اُن کی قربانیوں کا مشاہ - *Attestment* یعنی کفارہ نہیں تھا۔ بلکہ اُن کا معاشرہ تو *Ment - One - Al* یعنی قرب آنکی تھا۔

در واڑہ کھلا ہے اُن شاہوں سے میری غرض صرف اس امر کی توضیح کرنا ہے۔ کہ اُنکی افضلی کا در واڑہ اب بھی کھلا ہے۔ اور اب بھی قربانی کرہنے والے انعامات کے دارث ہو سکتے ہیں۔ یوسع مسیح صرف ایک انسان تھے۔ اور وہ اپنے نئیں اب ایڈم ہی کے نام سے پکارنے ترے ہے۔ پس اگر کوئی بات آدم کے ایک بیٹے پر صادق آئی ہے۔ تو دوسرا بھی اُس کا مصدق ہو سکتا ہے۔ اور اگر تم بھی مسیح کی طرح اپنی صلیب اٹھا لو گے۔ اور بجز دنکسار کے ساتھ اپنی نسائی خواہشات کو قربان کر دو گے۔ تو یقیناً انہی انعامات کے مستحق قرار دیتے جاؤ گے۔ جو مسیح پر ہوتے تھے۔ وہ کائنات کا تاج پہن کر خدا کے پیٹے میں گئے۔ اور اس میں کلام نہیں۔ کلم بھی اگر اپنے

ذہب اور قوم کی خاطر اپنے آرام و آسائش کو قربان کرو گے۔ تو وہی کچھ بجا دے گے یہ
اللہ بڑا ہے [دیکھو یاد رکھو! اگر ایسے شائق نامکنات سے ہوتے۔ تو اللہ تعالیٰ
 قربانیوں کو اپنی رضامندی کا موجب تھیں اور ہم آج عید قربان پڑھنے کے لئے تکیسٹن ہال میں
 جمع نہ ہوتے۔ اور نہ ہی اپنے خدا کے نام کو بلند کر سکتے سنو اور بخوبی اللہ تعالیٰ کی
 رحمتیں دیں ہیں۔ اُس کے فضلوں کی کوئی انتمانیں ہاں اُس کے جاذب بنو
 قربانیاں کرو اور اسکے نام کی عظمت بیان کرو اور یہ زبان ہو کر

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 اللَّهُ أَكْبَرُ بِاللَّهِ الْحَمْدُ

کا ورد کرو

خبرگزاری اسلام

یہ اخبار اپنی قسم کا نہ لانا اخبار ہے۔ اس کا اصل مقصد اشاعت اسلام ہے آئین حضرت خواجہ کمال الدین صاحب سلم شری انگلستان اور آپ کے ساتھیوں کے تازہ خطوط اور پڑائی جانے والے متن اسلام کے پابند عالات شاید کئے جاتے ہیں اس کے ضایں بکاروں ہیں بیل کے آئے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں (۱) حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب یہمؒ کا ایڈیٹر رویویان یونیورسٹی جو پھریں سال سے اسلام اور دیگر ذاتی سلطنتیں معرفت ہیں اور اس عرصے میں آپنے اسلام کی پڑیں بذادات انہم دی ہیں اور عالم میں دینیات و نیات قرآن کریمؒ کی صفات اور مقامات فاضح کرنے اور ان عمرانی افادات کے فضیلیتیں جو غیر اسلامی دنیا کی طرف سے اسلام پر کئے گئے ہیں اس کا امام جعیہؒ کا لگنگری ہیں جو جریئی (۲) حضرت مولانا مولوی حسن الدین صاحب بی۔ جے بی۔ فی سلم شہری جو حال ہیں خواجہ صاحب کی اولاد کیلئے ولایت تشریف لیگے ہیں (عمر ۳۰) جذاب حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ جے۔ ایل ایل بی جن کے جوش اسلامی اور مبلغانہ قابلیت ولیاقت سے کل اسلامی دنیا کا اقت ہو چکی ہی علاوہ اپنے یگر فضل اسکے چیزیں اسلامی ضایں بھی جن میں ہم میں اسلامی پر قرآن و حدیث سے وہ شنی ڈالی گئی ہو رفتہ فوت اشتراحت ہوتے ہیں۔ مزید بڑاں تازا کا تربیت و اقتات و اخبارات دنیا کی اشاعت کا بھی خاص انتظام ہے اور مختلف پرنسپل ایم سائل پر اسلامی بحث خیال سے بحث کی جاتی ہے۔ × × ×

پختہ میں تین بار شایع
ہوتا ہے فیکر مالانہ بچ دوپیے رستے اطلباء سے چار رزو پے آکا لہ
تمام درخواستیں کیا نام بیخ اخبار پیغام صلح لاہور آفی چاھئیں +